ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ —— مئی ۲۰۱۱ء

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت، قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی
- اسلام قبول کرنے پر قادیانیوں نے مجھے قتل کی دھمکیاں دیں
- احرار کے نام سے اب بھی قادیانی خوفزدہ ہیں

(مجلس احرارِ اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد بخاری سے انٹرویو)

- قانون توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
کیا یہ صدر ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے؟
- ڈرون حملے اور ناگفتہ بہ صورتحال!
- عبدالستار ایدھی کی خدمت میں

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

"اے اہلِ ایمان تمہارے مال و جان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تم اہلِ کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔ تو اگر صبر اور پرہیز گاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمّت کے کام ہیں"

(آل عمران آیت، ۱۸۶)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا ایسا ہی سہارا ہے جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا ہوتی ہے۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر کے دکھایا۔"

(مشکوٰۃ شریف کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

الآثار

شہدائے ختمِ نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت دیکھیے کہ میدانِ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے مقابلے میں آٹھ ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر میں بارہ سو حُفاظِ قرآن صحابہ تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ تاریخ کا زریں باب ہے، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامتِ ایمانی کا اظہار ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے حق ہونے پر قرآن و حدیث کی تصدیق ہے۔

قرآن نازل کرنے والے اللہ ہیں، پیش کرنے والے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وصول کر کے اس پر عمل کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تختِ ختم نبوت کی حفاظت اس شان سے کی کہ پہلے صحابہ کی لاشوں کا فرش بچھا، پھر اس پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی سواری گزری۔ تب دین ہم تک پہنچا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت میں جاں نثارانِ ختم نبوت نے شہداءِ یمامہ کا سبق دہرایا۔ انہوں نے لاہور کے بازاروں میں اپنی لاشوں کا فرش بچھایا۔ اُن کا خون سیلاب کی طرح بہا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ خونِ شہیداں رنگ لایا۔

جانشین امیر شریعت امام السید ابوذر البخاری رحمۃ اللہ علیہ

"اقتباسِ خطاب، ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۶ء، چنیوٹ"

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 5 جمادی الثانی 1432ھ — مئی 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	ڈرون حملے اور ناگفتہ بہ صورتحال!	عبداللطیف خالد چیمہ	2
شذرات:	عبدالستار ایدھی کی خدمت میں قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف جاری مہم		
سرکلر:	بنام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	تبدیلی	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	5
//	قانونِ توہینِ رسالت......کیا ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے؟	محمد متین خالد	8
//	علم مناظرہ اور مروجہ مناظرے	پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی	11
شاعری:	نعت	پروفیسر محمد اکرام تائب	17
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	18
شخصیات:	حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	حافظ حبیب اللہ چیمہ	19
//	حضرت مولانا قاری شریف احمد نور اللہ مرقدہٗ	حافظ تنویر احمد شریفی	27
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانی مسئلہ...... چند سوالات و شبہات کا ازالہ	مولانا زاہد الراشدی	30
//	حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (آخری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	34
//	قادیانیت......حقائق و تجزیہ	قاضی محمد یعقوب	39
انٹرویو:	سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار اسلام جرمنی) سے انٹرویو	حکیم محمد قاسم / قاضی عبدالقدیر	45
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	49
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری ابنِ امیرِ شریعت دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقاءِ فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک — 200/- روپے
بیرون ملک — 1500/- روپے
فی شمارہ — 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات

ڈرون حملے اور ناگفتہ بہ صورتحال!

عبداللطیف خالد چیمہ

سابقہ حکمران اور ڈکٹیٹر پرویز مشرف اقتدار کی ہوس میں غلط راستوں اور ہلاکت خیز وادیوں کے سفر میں کتنا آگے چلے گئے موجودہ ناگفتہ بہ صورتحال نے خود ثابت کر دیا ہے۔ نائن الیون کے بعد سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگانے والے حکمران نے پاکستان دشمنی کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ سیکڑوں ہزاروں بے گناہ انسانوں کے خون کا حساب ان کے ذمے ہے۔ اکبر بگٹی کا قتل، لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا ظالمانہ آپریشن اور وطن عزیز میں فوجی آپریشن کے نام پر اپنے ہی محبّ وطن عوام پر دھاوا بولنے کی پالیسی نے بذاتِ خود پاک فوج کے بارے میں فرزندانِ وطن اور دخترانِ اسلام کے دل میں بہت فاصلے پیدا کر دیے۔ انھوں نے جاتے جاتے امریکہ سے جو باضابطہ معاہدات کیے ان میں پاکستانی حدود میں ڈرون حملوں کا لائسنس بھی شامل تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اور اس کے اتحادی بلاشبہ پرویز مشرف کی اسلام و وطن دشمن علانیہ و مخفی پالیسیوں کے تسلسل کو بدستور جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بلیک واٹر کی سیاہ کاریوں اور ریمنڈ ڈیوس کی تباہ کاریوں نے قوم کو جگایا۔ مگر حکمران اور اکثر سیاست دان مکر کی نیند سوئے رہے اور قوم کو فریب دیتے رہے۔

ذرائع ابلاغ کی رپورٹ کے مطابق پرویز مشرف کے دور میں ہونے والے کل نو ڈرون حملوں میں ۱۱۲، افراد شہید ہوئے جبکہ پیپلز پارٹی کے دور میں تادم تحریر ۲۲۸ ڈرون حملوں میں اب تک تقریباً ۲۲۰۰ کے قریب افراد پاکستانی حکمرانوں کے ذریعے امریکی سفاکی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود حکمران اپنی رٹ قائم کرنے پر خوش ہیں اور خوشحال بھی۔

ڈرون حملے تاریخ کی بدترین انسان دشمنی کا مظہر ہیں۔ زمینی حقائق کے حوالے سے ان پر بہت کچھ کہا اور لکھا گیا۔ لیکن تحریک انصاف کے قائد عمران خان نے ڈرون حملوں کے خلاف جس جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کر کے عملی اقدامات کی طرف پیش رفت کی ہے اور نیٹو کی سپلائی لائن پر دھرنا دیا ہے، ہم اس کی تحسین بھی کرتے ہیں اور تائید بھی۔ اے کاش یہ سب کچھ تحریک انصاف کے انڈی پینڈینٹ فیصلے کے مطابق ہوا ہو۔ اور کل کلاں کوئی خارجی و بیرونی پالیسی ساز اس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ تاکہ پاکستان امریکی تابع داری سے باہر نکلنے کے سفر کا آغاز کر سکے۔

ہماری رائے میں عدالتِ عظمیٰ اور جناب چیف جسٹس آف پاکستان کا سابقہ ادوار کے مقابلے میں نسبتاً آزادانہ کردار سامنے آیا ہے اور متعدد فیصلے ملکی مفادات کے لیے خوش آئند نظر آ رہے ہیں۔ ہم دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ ان کو بھی ڈرون حملوں اور امریکی تسلط کے حوالے سے اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرنے کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔ قوم ان کی طرف دیکھ رہی ہے۔ دیکھیے وہ کیا کرتے ہیں۔

عبدالستار ایدھی کی خدمت میں:

ایدھی فاؤنڈیشن کے بانی سربراہ جناب عبدالستار ایدھی نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اپنی انسانی و فلاحی خدمات کے پیشِ نظر احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بعض مواقع پر انھوں نے ایمانیات وعقائد کے حوالے سے اس قسم کی گفتگو کی جو محلِ نظر ہے اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام نے ان پر نقد بھی کیا لیکن ان کا لحاظ رکھا جا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں قادیانی جماعت کی لندن میں احمدیہ پیس ایوارڈ پرائز ڈسٹری بیوشن ۲۰۱۰ء کی تقریب کے لیے بھیجے گئے وڈیو پیغام میں جناب عبدالستار ایدھی نے جو کچھ فرمایا ہے وہ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے میں کسی تفریق کو نہیں مانتا جماعت

احمد یہ جو کام کر رہی ہے رب کو راضی کرنے کے لیے کر رہی ہے جس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔''

واضح رہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد نے دس ہزار پاؤنڈ کا چیک ایدھی فاؤنڈیشن لندن کے نمائندہ طارق اعوان کو دیا تھا۔ (روزنامہ ''امت'' کراچی، ۲۰/اپریل ۲۰۱۱ء) ایدھی صاحب کے ان خیالات اور قادیانی جماعت کی طرف سے وصول کی جانے والی رقم کے حوالے سے مختلف مکاتب فکر کی رائے اور مؤقف سامنے آچکا ہے۔ سرِ دست ایدھی صاحب اور ان کی ایدھی فاؤنڈیشن کی خدمت میں صرف اتنی گزارش ہے کہ انسانیت اور انسانی خدمات کا وسیع دائرہ آپ کو مبارک ہو۔ لیکن صرف اتنا یاد رکھیے کہ اسلامیانِ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلم کمیونٹی آپ کو پاکستانی اور مسلم ادارہ سمجھ کر جو تعاون کر رہی ہے اس کا حجم مرزائی پارٹی کے دس ہزار پاؤنڈ کی رشوت سے کئی گناہ زیادہ ہے۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہی دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کی ضامن ہے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء۔ مسلمانوں کا مرکزِ عقیدت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اور ایدھی صاحب تھوڑا سا وقت نکال کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی خلفاء کی تحریروں کو پڑھ لیں اور پھر فرمائیں کہ قادیانیت انسانیت کی علم بردار ہے یا انسانیت کی دشمن۔

ان سطور کے ذریعے ہم جناب عبدالستار ایدھی سے گزارش کریں گے کہ وہ قادیانیوں کے کفر کو اسلام کا نام نہ دیں اور اپنے آپ کو اپنے دائرے تک محدود رکھیں۔ بصورتِ دیگر ایدھی اور ایدھی فاؤنڈیشن اپنے طے شدہ مقاصد و اہداف کھو بیٹھے گی۔ اور قوم کا ان سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ لہٰذا ان کے لیے ضروری ہے کہ قادیانیوں اور دین کے مسلمات کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا اعلان کریں کہ اس بارے میں پوری قوم میں تشویش پائی جا رہی ہے۔

قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف جاری مہم:

آسیہ مسیح کیس کے بعد تحریکِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بے مثال کامیابی حاصل ہوئی نیز حکومت کی طرف سے وزارتِ قانون نے جو سمری تیار کی اور اسے وزیر اعظم گیلانی نے منظور کیا وہ وطنِ عزیز کے سیکولر حلقوں اور بین الاقوامی لبرل فاشسٹ قوتوں کو ہضم نہیں ہو رہی۔ گزشتہ دنوں عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ اسفندیار ولی نے دورۂ بھارت کے موقع پر دلی میں بھاشن دیا ''توہینِ رسالت قانون میں ترمیم ہونی چاہیے''۔

قانونِ تحفظِ ناموس رسالت قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔ اور چودہ صدیوں سے اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اسلام کے نفاذ کے نام پر حاصل ہونے والے اس خطے میں جتنے بھی جتن کر لیے جائیں لوگوں کے دلوں سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکالنا ناممکن ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت جو ہر اعتبار سے ہمارا ازلی دشمن ہے وہاں بیٹھ کر اس قسم کی گفتگو کرنے کے مقاصد ہر لحاظ سے مذموم ہیں۔ یاد رکھیے! سیاسی تقسیم در تقسیم کے باوجود قوم اس مسئلہ پر حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بجائے دینی قیادت کی پیروی کرے گی اور ناموس رسالت پر اپنی کمٹمنٹ کو ہرگز کمزور نہیں ہونے دے گی۔

مسٹر اسفندیار اور ان کی پارٹی کے اخلاقی دیوالیہ پن کی داستانیں آج کے صوبہ خیبر پختونخوا اور کل کے صوبہ سرحد کی گلیوں بازاروں میں زبان زدِ عام ہیں۔ عالمی اداروں کی رپورٹ کے مطابق صوبہ میں کرپشن کی مقدار میں ''صرف'' ۴۰۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ممتاز صحافی انصار عباسی لکھتے ہیں۔ ''ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی ۲۰۰۹ء کی رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخوا کی حکومت پاکستان کی کرپٹ ترین حکومت ہے۔ امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اسفندیار ولی کی وہی سوچ ہے جو پہلے بش اور اب اوباما کی ہے۔ اسفندیار ولی امریکی سامراج کے خلاف اے این پی اور اپنے بزرگوں کی جدو جہد کو بھول چکے ہیں۔ دلی میں بیٹھ کر خود کو سیکولر کہا اور ایسا ثابت کرنے کے لیے ناموسِ رسالت کی مخالفت کی۔'' (روزنامہ ''جنگ'' ۲۵/اپریل ۲۰۱۱ء)

ان حالات میں ہم تمام سیاست دانوں سے درخواست کریں گے کہ وہ امریکی ایجنڈے کی بجائے اسلامی منہاج کی طرف آجائیں اور ملک وملت سے غداری کا رویہ ترک کر دیں۔

سرکلر: بنام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام پاکستان

ماتحت مجالسِ احرار اسلام متوجہ ہوں!

مجلس احرار اسلام پاکستان کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جارتی ہے کہ دستور کے مطابق:

☆ جدید رکنیت و معاونت سازی کے عمل کو تیزی سے مکمل کر کے مقامی و علاقائی تنظیم سازی کی تکمیل کریں۔

☆ اپنے مقامی و علاقائی (ضلعی) انتخابات کرائیں نیز مقامی مجلس شوریٰ کا انتخاب کریں اور ان کی مصدقہ نقول مرکزی دفتر ملتان کو روانہ کریں۔

☆ جن شاخوں نے ابھی تک فارم رکنیت و معاونت نہیں منگوائے وہ بلا تاخیر مرکزی دفتر ملتان سے فارم منگوا کر کام کی تکمیل کر لیں، مزید تاخیر ہرگز نہ کریں۔

☆ ہر رکن/معاون سے زرِ رکنیت/معاونت ۲۰ روپے لازماً وصول کریں اور مرکز کو روانہ فرمائیں۔ نیز مرکز سے الحاق کے لیے درخواست الحاق بمع فیس الحاق ۲۰۰ روپے بھی مرکزی فنڈ میں جمع کروائیں۔

☆ اپنی اپنی سطح پر حلقۂ اراکین/معاونین میں اضافے کے لیے حکمت و تدبیر سے کام لیتے ہوئے پرانے ساتھیوں سے مشورے کے ساتھ اقدامات کریں۔

نوٹ:

کوئی مشکل پیش آئے تو مرکزی ناظمِ انتخابات مولانا محمد مغیرہ، چناب نگر (0301-3138803) سے رابطہ فرمائیں!

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

قائد احرار ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے رکنیت سازی میں توسیع فرما کر مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی تاریخ تبدیل فرما دی ہے۔ اب نئی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ان شاء اللہ ۴/جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ صبح نو بجے جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوگا۔

معزز ارکانِ شوریٰ جمعہ ۳/جون ۲۰۱۱ء شام تک چناب نگر پہنچ جائیں۔

منجانب
عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

تبدیلی

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

پاکستان نے ۱۹۴۷ء میں انگریزوں سے آزادی حاصل کی، لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد انگریز کے خدمت گزاروں نے ملک کو اَمریکہ کی غلامی میں دھکیل دیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ مقامی آقا بدلتے گئے، مگر غلاموں کی قسمت ابھی تک نہیں بدل سکی۔ سِکھا شاہی اور انگریزی دور میں جن خاندانوں نے قوم سے نمک حرامی کر کے وقت کے فرعونوں کا درباری بننے کے عوض جاگیریں، مربعے، دولت اور جاہ و منصب پائے تھے۔ وہی قومی غدار قبیلے انگریزوں کو برصغیر سے بوریا بستر باندھتا دیکھ کر تحریک پاکستان میں شامل ہوتے گئے اور جب نیا ملک وجود میں آیا تو پھر یہی خانوادے ہماری گردنوں پر سوار ہو کر قوم و ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔

حقیقت کی آنکھ سے دیکھیں تو آج ساٹھ برس کے بعد بھی اُن ہی خاندانوں کے چشم و چراغوں کی اکثریت ہی اپوزیشن کے بنچوں اور حکومت کے ایوانوں میں بیٹھی ہے۔ قانون سازی کے مراحل سے لے کر اِقتدار کی غلام گردشوں تک اُنہی کا سکہ چلتا ہے۔ پولیس اور اِنتظامیہ اُن کے حکم کی پابند ہے۔ تمام محکموں اور اِداروں پر اُن کی مضبوط گرفت ہے۔ چور، اُچکے، بدمعاش اور غنڈے اُن کی ذاتی فورس کا حصہ ہیں۔ سرمایہ پرست، صنعت کار اور ذخیرہ اندوز تاجر، اُن کی مٹھی میں بند ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء کی من پسند قیمتوں کا تعین اور اَشیاء کی دستیابی اور کمیابی اُنہی کے دائرۂ کار میں ہے۔ الغرض پاکستان کی ساٹھ فیصد آبادی اِن ظالم وڈیروں اور غاصب جاگیرداروں کے شکنجے میں بلبلا رہی ہے۔

دوسری طرف مجموعی طور پر ملک کی پچھتر فی صد آبادی غریبی کی سطح سے بھی نیچی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے۔ عوام کی یومیہ آمدنی دو ڈالر تک محدود ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیرداری سسٹم نے عوام کو معاشی لحاظ سے اِس حد تک مفلوج کر دیا ہے کہ اُنھیں صبح و شام کے دو وقت کے کھانے کی فکر سے ہی فرصت نہیں ہے۔ تعلیم اور روزگار کے دروازے بند کر کے یہ توقع رکھنا کہ قوم میں سیاسی شعور بیدار ہوگا، یہ محض ایک دیوانے کا خواب ہے۔ بے شک مایوسی کفر ہے اور یقیناً ایک دن ہماری حالت ضرور سنورے گی، لیکن تا حال جن حالات سے پاکستان کے عوام گزر رہے ہیں۔ اُن کے تلخ حقائق کو جھٹلانا اپنے آپ کو فریب دینا ہے۔ کیا یہ ایک کھلی حقیقت نہیں ہے کہ پاکستان کے ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود اُس کے عوام سال بھر گندم کے ایک ایک دانہ کو ترستے ہیں۔ بجلی اور گیس کے مصنوعی بحران اِس کے علاوہ

ہیں جو عوام پر عذاب بن کر ٹوٹے ہیں۔

اِس افسوسناک صورت حال میں ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینر ڈاکٹر فاروق ستار کا یہ کہنا عجیب سا لگتا ہے کہ ''ہم جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کے لیے ووٹ کے ذریعے انقلاب لائیں گے۔'' سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام نے جس طرح پورے ملک وقوم کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ ایسے میں انقلاب لانا اور وہ بھی ووٹ کے ذریعے! عملاً ناممکن ہے۔ سرمایہ داری نظام اور جمہوریت کا جنم جنم کا ساتھ ہے۔ سرمایہ کے بغیر جمہوریت کا ایک قدم چلنا بھی مشکل ہے اور جب الیکشن کمیشن نے قومی اسمبلی کے امیدوار کو انتخابی اخراجات کے لیے چالیس لاکھ روپے اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار کو پندرہ لاکھ روپے تک خرچ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو پھر ایک غریب آدمی جس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ ہو، اُس کے لیے الیکشن لڑنا تو دُور کی بات ہے، اُس کا ووٹ ڈالنے کے لیے جانا بھی دشوار ہے۔ بالفرض متوسط طبقہ کے چند اَفراد اَسمبلیوں میں پہنچ بھی جائیں تو سینکڑوں سرمایہ پرست اراکینِ اسمبلی کے مقابلہ میں اُن کی شخصی یا عددی اہمیت کیا ہوگی؟ کون اُن کی نحیف وکمزور آواز پر کان دھرے گا؟ اگر کوئی گروہ یا جماعت پوری محنت وتگ ودو کے بعد اَپنے کچھ غریب اراکین کو اَسمبلی کے ایوان میں پہنچانے میں کامیاب بھی ہو جاتی ہے تو وہ اکثریتی جماعت کے ساتھ اشتراک کر کے ایک پریشر گروپ کا کردار تو اَدا کرسکتی ہے، لیکن وہ کوئی فیصلہ کن تبدیلی یا کسی انقلاب کے لانے کا باعث بالکل نہیں بن سکتی۔

جدید جمہوریت سرمایہ داری نظام کی پیداوار ہے۔ جمہوریت، سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کی بیساکھیوں کی محتاج ہے۔ یورپ اور اَمریکہ میں بھی جہاں جمہوریت کا راج بتایا جاتا ہے اور جہاں کی جمہوری قدروں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ وہاں بھی جمہوریت شفافیت سے خالی ہے۔ انتخابی سیاست میں حصہ لینا کسی عام یا اکیلے شخص کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہاں بھی مضبوط معاشی گروہ اور مخصوص سرمایہ پرست لابیاں اپنے امیدواروں کو سپورٹ کرتی ہیں اور وہ امیدوار کامیاب ہونے کے بعد عوامی نمائندگی کی بجائے اپنے سرمایہ کاروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلیوں کا کردار اَدا کرتے اور اُن کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ جبکہ عوام منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

امیر وغریب کے فرق کو ختم کرنے اور مساوات وبرابری کو رَواج دینے کے لیے سب سے پہلے اپنی ذات کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ آسائش وآرام ترک کرنا پڑتے ہیں عدل واِنصاف کے لیے اپنے پرائے کی تمیز اور چھوٹے بڑے کا فرق مٹانا پڑتا ہے۔ رشوت کو ٹھکرا کر رُوکھی سوکھی پر گزر بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفارش واَقربا پروری کی بجائے میرٹ اور حق کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا یہ سوغاتیں سرمایہ داری وجاگیرداری اور جمہوری نظام کے ہوتے ہوئے عوام کو میسر ہوسکتی ہیں؟ ہرگز، ہرگز نہیں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے یہ باطل نظام انسانیت کی طبقاتی تقسیم کرنے، بدامنی وبے سکونی

پھیلانے اور سرمایہ پرستوں کے مفادات کی رکھوالی کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ دنیا دینِ فطرت یعنی اسلام سے منہ موڑ کر اور اِن نظاموں کے اثراتِ بد کا شکار ہو کر اِضطراب و پریشانی اور اَخلاقی و معاشی تباہی و بربادی کی اتھاہ گہرائیوں کی مکین بن چکی ہے۔ حقیقی راحت، سکون، پیار، محبت، اُنس، اخلاق، اقدار، اخوت، مساوات اور عدل و انصاف صرف اور صرف اللہ کے عطا کردہ نظامِ زندگی، اسلام کے دامنِ رحمت سے ہی میسر آ سکتے ہیں۔ جن کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی پہلی فلاحی ریاست کے قیام کی انقلابی صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا تھا جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

جب حالات کا نقشہ اِس طرح ہو کہ ایک طرف پاکستان میں ایسے جاگیردار اَور سرمایہ پرست موجود ہیں۔ جنھیں اپنی جاگیر کی وسعت اور اَپنی دولت کے انباروں کا خود بھی اندازہ نہیں ہے تو دوسری طرف غربت و افلاس کی بدولت بے روزگاری نے خاکروبوں اور کچرا چننے والوں کی تعداد میں ہوش ربا حد تک اضافہ کر دیا ہے۔ بچوں کا سکول جانا بھی تشویشناک حد تک کم ہو گیا ہے۔ جب عوام کی اکثریت دو وَقت کی روٹی کو ترسے گی، بداَمنی، بے سکونی اور پریشانیوں سے اُس کا دماغ چیخ رہا ہو گا تو وہ ووٹ کی افادیت اور اُس کے ذریعے انقلاب لانے کی جدوجہد میں کیسے اپنا کردار اَدا کر سکے گی۔

پاکستان کے ذمہ ترسیٹھ ارب ڈالر کے غیر ملکی قرضے ہیں۔ جبکہ پاکستانی حکومت نے باون ارب روپے کے ظالمانہ ٹیکس اپنی فاقہ زدہ عوام پر مسلط کر رکھے ہیں۔ نواز شریف اور آصف زرداری جیسے سیاستدان اور سول و فوجی بیوروکریٹ سالانہ صرف چند ہزار روپے دے کر کروڑوں روپے کا ٹیکس بچاتے ہیں اور متوسط طبقہ بالخصوص سرکاری ملازمین ہی اربوں روپے کا ٹیکس سرکاری خزانے میں جمع کراتے ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی رگوں میں اب کتنا خون باقی چھوڑا گیا ہے کہ جنھیں مزید نچوڑ کر ہمارے رہنما اپنے چہرے کی سرخی میں اضافہ کریں گے۔ ہمارا جاگیردار اور صنعت کار ٹیکس ادا نہیں کرتا۔ اِس کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی سے ہر الیکشن میں لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں آ جاتا ہے۔ جمہوریت، جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کی ملی بھگت سے وہ ہر الیکشن جیت جاتا ہے اور پھر سے عوام کی ہڈیوں کو چچوڑنے کے لیے کمر کس لیتا ہے۔ جب تک اِن ظالمانہ نظاموں کو اِن کی باقیات سمیت دفن نہیں کر دیا جاتا۔ اُس وقت تک کسی واضح تبدیلی یا کسی انقلاب کا تصور ہی محال ہے۔

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے؟

محمد متین خالد

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کا کہنا ہے کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون صدر ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے، لہٰذا اسے ختم ہونا چاہیے۔

صدر ضیاء الحق کی دشمنی کی آڑ میں قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت عجیب بات ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس قانون کے بننے کی وجہ معلوم کرنی چاہیے۔ 17 رمئی 1986ء کی شام اسلام آباد کے ہوٹل میں ایک سیمینار کے دوران انسانی حقوق کمیشن کی چیئر پرسن (موجودہ سپریم کورٹ بار کی صدر) عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہایت توہین آمیز اور گستاخانہ الفاظ استعمال کیے۔ میرا قلم اِس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں وہ ناپاک الفاظ یہاں رقم کروں۔ عاصمہ جہانگیر کی شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کے ارتکاب پر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین جناب عباد الرحمٰن لودھی ایڈووکیٹ اور جناب ظہیر احمد قادری ایڈووکیٹ نے سخت احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ اِن توہین آمیز الفاظ کو واپس لے کر اس گستاخی پر معافی مانگے۔ عاصمہ جہانگیر کے انکار اور اپنے الفاظ پر مسلسل اصرار پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اگلے دن جب اس واقعہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو پورے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر توہین رسالت کی سزا نافذ کی جائے اور اِس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو عبرتناک سزا دی جائے۔ دریں اثناء انہی دنوں عاصمہ جہانگیر نے برملا اعلان کیا کہ ''میرے شوہر طاہر جہانگیر قادیانی ہیں۔ میں اس سلسلہ میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتی۔ وہ ہم سے بہت بہتر ہیں۔'' (روزنامہ جنگ لاہور 26 رجون 1986ء)

عاصمہ جہانگیر کی اس قابل اعتراض تقریر کا نوٹس سب سے پہلے قومی اسمبلی میں اسلامی جذبہ سے سرشار خاتون ایم۔این۔اے محترمہ نثار فاطمہ نے لیا اور انہوں نے وہاں پوری قوت کے ساتھ آواز اٹھائی کہ عاصمہ جہانگیر کے ان توہین آمیز الفاظ کے خلاف حکومت فوری ایکشن لے۔ لیکن چونکہ اس وقت تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت کے جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی، اس لیے اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہوسکی۔ بعدازاں محترمہ آپا نثار فاطمہؒ نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جس میں توہین رسالت کی اسلامی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ اراکین قومی اسمبلی کی بھاری اکثریت نے اس بل کو منظور کیا اور اس طرح تعزیرات پاکستان میں دفعہ 295/C کا اضافہ کیا گیا جس کی رُو سے ''اگر کوئی شخص زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا واضح انداز میں یا بذریعہ بہتان طرازی یا بذریعہ طعن آمیز اشارہ، کنایہ، براہ راست یا بالواسطہ طور پر حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی

بے حرمتی کرتا ہے، سزائے موت کا مستوجب ہوگا یا اسے تاحیات سزائے موت قید دی جائے گی اور اسے جرمانہ بھی کیا جا سکے گا۔''

اس قانون میں دو سزائیں تجویز کی گئیں، سزائے موت یا عمر قید سزا۔ حالانکہ محترمہ آپا نثار فاطمہؒ کی طرف سے پارلیمنٹ سے پیش کیے گئے بل میں توہین رسالتؐ کی سزا صرف سزائے موت تجویز کی گئی تھی مگر وزارت قانون کی طرف سے اس بل میں یہ ترمیم کی گئی کہ شاتم رسول کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہوگی۔ اس طرح تعزیرات پاکستان میں 295-C کا اضافہ کر دیا گیا۔ چونکہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزا ''عمر قید'' اسلامی قانون کے خلاف تھی۔ لہٰذا سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ، مجاہد تحفظ ناموس رسالت جناب محمد اسماعیل قریشی نے اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا کہ توہین رسالتؐ کی سزا بطور حد سزائے موت ہے اور حد کی سزا میں حکومت ہی نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی سوئی کی نوک کے برابر کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار نہیں اور یہ نا قابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت نومبر 1989ء کو شروع ہوئی۔ وفاقی شرعی عدالت کا یہ فل بنچ جناب جسٹس گل محمد خاں چیف جسٹس، جناب جسٹس عبدالکریم خان کندی، جناب جسٹس عبادت یار خاں، جناب جسٹس عبدالرزاق اے تھہیم اور جناب جسٹس فدا محمد خاں پر مشتمل تھا۔ عدالت نے خاصے عرصے تک اس درخواست کی سماعت کی اور متعدد سکالروں، تمام مسالک کے جید علماء کرام اور اس موضوع پر دسترس رکھنے والے سینئر قانون دانوں کو بھی طلب کیا، تاکہ وہ اس موضوع پر اپنی آراء پیش کر کے عدالت کی قانونی معاونت کریں۔

30/اکتوبر 1990ء کو عدالت نے اس درخواست کا متفقہ فیصلہ سنایا۔ عدالت نے قرار دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا ان کے اسم مبارک کی بے حرمتی کے جرم میں متبادل سزا، تاحیات قید، اسلام کی واضح نصوص (احکام) کے منافی ہے۔ عدالت نے مزید کہا کہ دفعہ 295 سی میں ''یا عمر قید'' کا لفظ توہین رسالت کے حوالہ سے شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے، اس لیے صدر پاکستان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 30/اپریل 1991ء تک اس قانون کی اصلاح کریں اور ''یا عمر قید'' کے الفاظ ختم کریں، اور یہ کہ اگر تاریخ مقررہ تک ایسا نہ کیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم متصور کیے جائیں گے اور صرف سزائے موت، ملک کا قانون بن جائے گا، چنانچہ مقررہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق یہ الفاظ خود بخود کالعدم ہو گئے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں توہین رسالت کی سزا، سزائے موت کو قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کردہ اور درست قرار دیا۔ (PLD 1991 FSC 10) یاد رہے کہ پاکستان کے آئین کی دفعہ D-203 کے تحت وفاقی شرعی عدالت ہی اس امر کی مجاز ہے کہ وہ کسی قانون کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرے۔ آئین کی شق D-203 کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس آئینی شق میں کہا گیا ہے:

- ''عدالت از خود نوٹس پر یا پاکستان کے کسی شہری کی پٹیشن پر یا وفاقی یا کسی صوبائی حکومت کی پٹیشن پر یہ اختیار رکھتی ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں کی روشنی میں کسی بھی قانون یا اس کی شق کے اسلام کے مطابق یا اسلام سے متصادم ہونے کا فیصلہ کر سکے''۔

یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ قوانین وضع کرنے، ان پر نظر ثانی کرنے، ان میں ترمیم کرنے، ان کی تنسیخ کرنے کے وسیع تر اختیارات رکھتی ہے۔ پارلیمانی طریقہ کار اور قانون سازی کی

روایات کے مطابق پارلیمنٹ کی طرف سے وضع کردہ قانون توہین رسالت کئی دہائیوں سے نافذ العمل ہے اور آئینی عدالت کے کڑے معیار پر پورا اتر چکا ہے۔ یہ کہنا کہ قرآن وسنت میں توہین رسالت کی سزا موت نہیں ہے، وفاقی شرعی عدالت اس اعتراض کا آئینی شق D-203 کی ذیلی شق 2 کے تحت پہلے ہی باریک بینی سے جائزہ لے چکی ہے اور اس کے فیصلہ کی رو سے موجود قانون قرآن وسنت کے عین مطابق ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ گستاخِ رسول کے لیے موت کی سزا کے علاوہ کسی بھی قسم کی متبادل سزا اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوگی۔ آئین کی شق D-203 کی ذیلی شق 2 کی شق (b) کے تحت یہ فیصلہ فوری طور پر نافذ ہو چکا ہے۔

حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی، اس فیصلے کو چیلنج نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد فیصلہ کے بعض پہلوؤں کی وضاحت حاصل کرنا تھا۔ بعدازاں حکومت نے سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لے لی۔ بعض سیکولر اور قادیانی حضرات نے حکومت کے اس اقدام کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اس سنگین جرم کے لیے صرف موت کی سزا قائم رکھنے پر اپنے ذہنی تحفظات کا اظہار کیا۔ لیکن ان لوگوں کے یہ ذہنی تحفظات عوامی سطح پر کوئی پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ نہ صرف رائے عامہ کے رہنماؤں نے، بلکہ منتخب اداروں اور قانون ساز اسمبلیوں نے بھی عوامی جذبات کو زبان دی۔

2/جون 1992ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی، جس میں حکومت سے کہا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر صرف اور صرف سزائے موت ہی دی جانی چاہیے۔ سینٹ نے بھی یہی راہ عمل اختیار کی۔ 8/جولائی 1992ء کو سینٹ میں ترمیمی قانون متفقہ طور پر منظور کیا گیا، جس میں اس جرم کے لیے صرف موت کی سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر عوام کی مرضی پر عمل کرنے کے اصول کا کچھ مقصد ہے، اگر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا متفقہ فیصلہ پاکستان کے عوام کے اجتماعی ضمیر کا اظہار ہے، تو یہ قانون ہماری قومی تاریخ میں ایک سب سے زیادہ عوامی قانون تسلیم کیا جانا چاہیے۔ افسوس ہے کہ اس قانون کے مخالفین (قادیانی اور سیکولر حضرات) پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں بلکہ وہ اس سلسلہ میں وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے مذہبی جذبات کو رائی برابر بھی وقعت نہیں دیتے بلکہ اس قانون پر تنقید کرتے ہوئے بعض دفعہ ایسی دل آزار اور اشتعال انگیز گفتگو کرتے ہیں کہ جس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ حالانکہ قادیانوں کو 7/ستمبر 1974ء کو (وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی موجودگی میں) ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس طرح قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم صدر ضیاء الحق نے نہیں بلکہ ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر بنایا۔ سیکولر اور بے دین عناصر اس قانون کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک آمر ضیاء الحق کے دور میں بنا، ان سے پوچھنا چاہیے کہ عائلی قوانین بھی تو ایک آمر صدر ایوب خاں کے دور میں بنائے گئے تھے، آپ اس کی مخالفت تو نہیں کرتے۔ مزید ان بزرجمہروں سے یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ کیا صدر ضیاء الحق کے دور میں بنائے گئے دیگر تمام قوانین ختم ہو گئے ہیں یا اُن پر اب بھی من وعن عمل ہو رہا ہے؟ آپ انہیں ختم کرانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ آخر یہ تضاد بیانی اور منافقت کیوں اور کب تک............؟

علم مناظرہ اور مروّجہ مناظرے

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

مبلّغین اسلام کو مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں اور کبھی آپس میں ہی افہام وتفہیم اور احقاقِ حق کے لیے مباحثہ و مناظرہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے، جس کے جواز پر دیگر آیاتِ کریمات کے علاوہ سورۃ النحل کی آیت ۱۲۵، کے الفاظ ''وَ جَادِلْھُمْ بَالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ'' سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

لفظ ''جَـادِلْ'' مجادلہ (باب مفاعلہ) سے امر کا صیغہ ہے یہاں اس سے مراد بحث ومناظرہ ہے۔ قرآن مجید میں ''المجادلہ'' کے نام سے ایک سورت بھی ہے جس کے معنی بحث وتکرار کے ہیں۔ جب کہ ''مُجَادِلَہ'' کی صورت میں بحث وتکرار کرنے والی کے ہیں۔

''الجدال'' کے معنی جھگڑنا اور ایسی گفتگو کرنے کے ہیں جن میں طرفین ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، اصل میں یہ لفظ ''جَدَلْتُ الْحَبْلَ'' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں رسی کو مضبوط بٹنا اور ''الْجَدِیْلُ'' بٹی ہوئی رسی کو کہا جاتا ہے، اسی سے ''الجدال'' جھگڑنا ہے۔ کیونکہ جھگڑنے والے بھی ایک دوسرے کو اس کی رائے سے اس طرح پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ رسی کو بیچ دیا جاتا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اصل میں ''جدال'' کے معنی ''صراع'' یعنی ایک دوسرے کو سخت زمین (جدالہ) پر پچھاڑ دینا کے ہیں اور اسی سے ''جدال'' بمعنی جھگڑنا لیا گیا ہے۔

اسی جھگڑے اور بحث کے لیے ''علم الجدل'' اور علم مناظرہ (جو ''آداب البحث'' کے نام سے بھی موسوم ہے) وضع کیے گئے ہیں۔ ''علم الجدل'' نظری علوم کی ایک فرع ہے اور یہ علم فریقِ مخالف کے دلائل توڑنے اور اسے زچ کردینے کا ملکہ حاصل کرنے کے طریقوں سے بحث کرتا ہے۔

''علم الجدل'' اور علم مناظرہ میں ایک باریک فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ علم الجدل علوم دینیہ کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ مناظرہ ہر طرح کے علمی میدان میں دو چیزوں کے درمیان جانبین سے فکر ونظر کا موازنہ کرنے کے ہیں، تا کہ صحیح بات ظاہر ہوجائے۔

''صاحب کشف الظنون'' ملّا کاتب چلپی مولیٰ ابوالخیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس ''جدل'' سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا چاہیے، جو اکابر علماء کے ختم ہونے کے بعد ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس لیے کہ یہ (جدل ومناظرہ) انسان کو فقہ سے دور پھینک دیتا ہے، عمر کی بربادی کا سبب بنتا ہے اور آپس میں نفرت وعداوت پیدا کرتا

ہے جو قیامت کی علامات میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور اللہ جزائے خیر دے اُسے جس نے یہ کہا ہے کہ:

اَرَیٰ فُقَهَاءَ هٰذَا الْعَصْرِ طَرّاً اَضَاعُوا الْعِلْمَ وَاشْتَغَلُوْا بِلِمَ لِمَ

اِذَا نَاظَرْتَهُمْ لَمْ تَلْقَ مِنْهُمْ سِوَیٰ حَرْفَیْنِ لِمَ لِمَ ، لَا نُسَلِّم

یعنی میں اس زمانے کے فقہاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے علم کو ضائع کر دیا اور لِمَ لِمَ (چوں چراں میں پڑ گئے) جب تم ان سے مناظرہ کرو گے تو سوائے دو حرفوں کے اور کچھ نہ پاؤ گے، یعنی ''لِمَ لِمَ لَا نُسَلِّم'' کیوں کیوں؟ ہم نہیں مانتے۔ (بحوالہ تاریخ افکار و علوم اسلام حصہ دوم، صفحہ ۲۷۰۔ مؤلفہ علّامہ راغب الطباخ۔ مترجم: مولانا افتخار احمد بلخی)

''صاحب کشف الظنون'' آداب البحث یعنی علم مناظرہ کی تعریف، مبادی اور غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''یہ وہ علم ہے جس میں اس امر سے بحث کی جاتی ہے کہ مناظرہ کرنے والوں کو اپنے اپنے دعوں کے مقدّمات و براہین کس طرح ترتیب دینے چاہییں۔ اس کا موضوع دلائل ہیں، اس حیثیت سے کہ ان سے فریق مخالف پر اثبات مدعا کیا جاتا ہے اور اس کے مبادی ایسے اُمور ہیں جو بجائے خود واضح ہوتے ہیں۔ اور اس کی غرض و غایت مناظرہ کے طریقوں کا ملکہ حاصل کرنا ہے تا کہ بحث میں گڑبڑ پیدا نہ ہو اور صحیح بات واضح ہو جائے۔'' (حوالہ مذکور بالا، صفحہ ۲۶۵)

''مناظرہ'' اور ''مکابرہ'' (یعنی ضد و ہٹ دھرمی) اور مقبول و مردود میں امتیاز پیدا کرنے اور اصل مقصد کے حصول کے لیے علماءِ کرام نے ''آداب البحث'' کے نام سے شرائط و اصول اور قواعد و ضوابط وضع کیے ہیں۔ جس کا لحاظ نہ کرنے سے مناظرہ ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سے نفع کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمت اللہ علیہ ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' (النحل، ۱۲۵) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

> ''اچھے طریقے سے یہ مُراد ہے کہ گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے۔ دلائل ایسے پیش کیے جائیں جو مخاطب آسانی سے سمجھ سکے۔ دلیل میں وہ مقدمات پیش کیے جائیں جو مشہور و معروف ہوں تا کہ مخاطب کے شکوک دور ہوں اور وہ ہٹ دھرمی کے رستہ پر نہ پڑ جائے اور قرآن کریم کی دوسری آیات اس پر شاہد ہیں کہ یہ احسان فی المجادلہ صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اہل کتاب کے بارے میں تو خصوصیت کے ساتھ قرآن کا ارشاد ہے: ''وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' (العنکبوت، ۴۶) اور دوسری آیت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ''فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا'' کی ہدایت دے کر یہ بھی بتلا دیا کہ فرعون جیسے سرکش کافر کے ساتھ یہی معاملہ کرنا ہے۔ آیت مذکورہ میں دعوت کے لیے تین چیزوں کا ذکر ہے۔ اوّل حکمت، دوسرے موعظۂ حسنہ، تیسرے مجادلہ بالتی ہی احسن......
>
> ظاہر یہ ہے کہ آداب دعوت ہر ایک کے لیے استعمال کرنے ہیں کہ دعوت میں سب سے پہلے حکمت سے مخاطب کے حالات کا جائزہ لے کر اس کے مناسب کلام تجویز کرنا ہے۔ پھر اس کلام میں خیر خواہی و ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ ایسے شواہد اور دلائل سامنے لانا ہے جن سے مخاطب مطمئن ہو سکے اور طرزِ بیان و کلام ایسا مشفقانہ و نرم رکھنا ہے کہ مخاطب کو اس کا یقین ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں میری ہی مصلحت اور خیر خواہی کے لیے کہہ رہے ہیں۔ مجھے شرمندہ کرنا یا میری حیثیت کو مجروح کرنا ان کا مقصد نہیں۔

البتہ صاحب روح المعانی نے اس جگہ ایک نہایت لطیف نکتہ یہ بیان فرمایا کہ آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں، حکمت اور موعظت ۔ تیسری چیز '' مجادلہ'' اصولِ دعوت میں داخل نہیں، ہاں طریقِ دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصول دعوت دو چیزیں ہیں، حکمت اور موعظت ۔ جن سے کوئی دعوت خالی نہ ہونا چاہیے، خواہ علماء وخواص کو ہو یا عوام الناس کو۔

البتہ دعوت میں کسی وقت ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑ جاتا ہے جو شکوک واوہام میں مبتلا اور داعی کے ساتھ بحث ومباحثہ پر آمادہ ہیں تو ایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی ہے ۔ مگر اس کے ساتھ بِالَّتِیُ ھِیَ اَحۡسَنُ کی قید لگا کر بتلا دیا کہ جو مجادلہ اس شرط سے خالی ہو اس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔'' (معارف القرآن، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۲۔۴۲۱)

مذکورہ اصول وآداب سے نا آشنا ایک نادان اور غیر تربیت یافتہ مبلّغ اپنی دعوت کے لیے اس ''دعوت'' کے دشمنوں سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوسکتا ہے ۔ اگر اس کے دلائل بودے اور کمزور ہوں گے، اگر اس کا اندازِ خطابت درشت اور معاندانہ ہوگا، اگر اس کی تبلیغ اخلاص اور للّٰہیت کے نور سے محروم ہوگی تو وہ اپنے سامعین کو اپنی دعوت سے متنفّر کر دے گا۔ کیونکہ اسلام کی نشر و اشاعت کا انحصار فقط تبلیغ پر ہے ۔ اس کو قبول کرنے کے لیے نہ کوئی رشوت پیش کی جاتی ہے اور نہ ہی جبر واکراہ سے کام لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے ''جدال'' کے ساتھ ''حسن'' کی بجائے ''احسن'' کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ اس جدال کی نوعیت محض مناظرہ بازی اور عقلی کشتی اور ذہنی دنگل کی نہ ہو، اس میں کج بحثیاں، الزام تراشیاں، چوٹیں اور پھبتیاں نہ ہوں، اس کا مقصود حریف مقابل کو چُپ کرا دینا اور اپنی زبان آوری کے ڈنکے بجا دینا نہ ہو، بلکہ اس میں شیریں کلامی ہو۔ اعلیٰ درجے کا شریفانہ اخلاق ہو، معقول اور دل لگتے دلائل ہوں ۔ مخاطب کے اندر ضد اور ہٹ دھرمی پیدا نہ ہونے دی جائے اور جب محسوس ہو کہ وہ کج بحثی پر اُتر آیا ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تا کہ وُہ گمراہی میں اور زیادہ دور نہ نکل جائے۔

جب مناظرہ سے مقصود مخاطب پر غلبہ پانا، دوسرے کو ساکت وخاموش کرنا، لوگوں میں اپنی فصاحت و بلاغت، خوش تقریری، اپنے فضل وشرف کا اظہار اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہو تو ایسا مناظرہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مذموم اور شیطان کے نزدیک تمام محمود عادات کا منبع وسرچشمہ ہوتا ہے۔

جس طرح شراب ''اُمّ الخبائث'' ہونے کی حیثیت سے دوسرے بڑے بڑے جسمانی گناہوں کا ذریعہ اور سبب ہے اسی طرح ایسا مناظرہ بھی باطنی اعراض کے لیے ''اُمّ الخبائث'' کا درجہ رکھتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں مناظر بہت سے روحانی جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے ۔ مثلاً حسد، بغض، تکبّر، غیبت، دوسرے کے عیوب کا تجسس، اس کی ذلت وایذا سے فرحت اور بھلائی سے رنجیدگی، قبولِ حق سے استکبار، دوسرے کے دلائل پر انصاف کے ساتھ غور کرنے کے بجائے محض جواب دہی کی فکر خواہ اس مقصد کے حصول کے لیے قرآن وسنّت کی نصوص میں کتنی ہی تاویلات فاسدہ کیوں نہ اختیار کرنی پڑیں ۔ (ملاحظہ ہو احیاء علوم الدین، جلد اوّل ۔ باب العلم، بیان آفات المناظرہ......)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''علم میں جدال اور جھگڑا نورِ علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے ۔ کسی نے عرض کیا کہ ایک شخص جس کو سُنّت کا علم ہو گیا وہ حفاظت سُنّت کے لیے جدال کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ اس کو چاہیے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ

کردے، پھر وہ قبول کرلے تو بہتر ورنہ سکوت اختیار کرلے۔(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک، جلد اوّل صفحہ ۱۵)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بحوالہ امام مالک فرماتے ہیں کہ:

''ایک جھگڑا تو جسمانی ہوتا ہے جس میں ہاتھا پائی ہوتی ہے اور ایک جھگڑا پڑھے لکھے لوگوں کا اور علماء کا ہوتا ہے۔ وہ ہے مجادلہ، مناظرہ اور بحث ومباحثہ۔ ایک عالم نے ایک بات پیش کی۔ دوسرے نے اس کے خلاف بات کی اس نے ایک دلیل دی، دوسرے نے اس کی دلیل کو رد لکھ دیا۔ سوال وجواب اور رد وقدح کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے۔ اس کو بھی بزرگوں نے کبھی پسند نہیں فرمایا ہے اس لیے کہ اس کی وجہ سے باطن کا نور زائل ہوجاتا ہے۔

دیکھیے ایک تو ہوتا ہے ''مذاکرہ'' مثلاً ایک عالم نے ایک مسئلہ پیش کیا دوسرے عالم نے کہا اس مسئلہ میں مجھے فلاں اشکال ہے۔ اب دونوں بیٹھ کر افہام وتفہیم کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے میں لگے ہوئے یہ ہے ''مذاکرہ'' یہ بڑا اچھا عمل ہے۔ لیکن یہ جھگڑا کہ ایک عالم نے دوسرے کے خلاف ایک مسئلے کے سلسلے میں اشتہار شائع کردیا یا کوئی پمفلٹ یا کوئی کتاب شائع کردی۔ اب دوسرے عالم نے اس کے خلاف کتاب شائع کردی اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا، یا ایک عالم نے دوسرے کے خلاف تقریر کردی اور یوں ''مخالفت برائے مخالفت'' کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ یہ ہے ''مجادلہ اور جھگڑا'' جس کو ہمارے بزرگوں نے، ائمہ دین نے بالکل پسند نہیں فرمایا۔''

خود حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ:

''جب میں دار العلوم دیوبند سے درس نظامی کر کے فارغ ہوا تو اس وقت مجھے باطل فرقوں سے مناظرہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ کبھی شیعوں سے مناظرہ ہو رہا ہے، کبھی غیر مقلدین سے تو کبھی بریلویوں سے، کبھی ہندوؤں سے اور کبھی سکّھوں سے مناظرے کرتا رہا۔ لیکن بعد میں، میں نے مناظرہ سے توبہ کرلی۔ اس لیے کہ تجربہ ہوا کہ اس سے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اپنی باطنی کیفیات پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

بہر حال ہمارے بزرگوں نے حق وباطل کے درمیان بھی مناظرے کو پسند نہیں فرمایا تو پھر اپنی نفسانی خواہشات کی بنیاد پر یا دنیاوی معاملات کی بنیاد پر مناظرہ کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنے کو کیسے پسند فرماسکتے ہیں؟ یہ جھگڑا ہمارے باطن کو خراب کردیتا ہے۔'' (اصلاحی خطبات، جلد ۶ ص ۱۴۸ تا ۱۵۰، ناشر میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

قرآن کریم میں ''مجادلہ'' اچھے اور برے دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک مجادلۂ احسن اور دوسرا مجادلۂ باطل۔

مجادلہ کے اچھے معنی کسی سے اپنی بات حسنِ ادب، محبت، اعتماد، حسنِ گزارش، تدلّل اور الحاح واصرار کے ساتھ منوانے کی کوشش کرنے کے ہیں اس میں جھگڑنا محبت اور اعتماد کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس طرح چھوٹے اپنی کوئی بات اپنے کسی بڑے سے اس کی شفقت پر اعتماد کر کے منوانے کے لیے جھگڑتے ہیں۔ اس مجادلۂ محبت کی بہترین مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مجادلہ ہے جو انہوں نے قومِ لوط کے باب میں اپنے رب سے کیا ہے اور اللہ نے اس کی تحسین فرمائی ہے (سورہ ہود ۷۴،۷۵) نیز خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا مجادلہ جو انہوں نے اپنے شوہر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے رب سے کیا۔ (سورۃ المجادلہ،۱)

مجادلۂ احسن کا علمی طریقہ قرآن نے یہ بتایا ہے کہ مخاطب سے لڑائی کرنے کے بجائے اس بات کی کوشش کی جائے کہ جن اصولوں میں اس کے ساتھ اتحاد واشتراک ہے اور جن کو تسلیم کرنے سے اس کو انکار نہیں ہے ان کو اس کے سامنے واضح کیا جائے تاکہ وہ داعی کی بات سننے کی طرف راغب ہو۔ اور وہ اس کی دلسوزی، اس کے بے لوثی اور اس کے

اخلاص سے متاثر ہو کر اس کی بات کی صداقت پر غور کرنے اور اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک اور مناظرہ بھی نقل کیا ہے، جس کو ''محاجّہ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے بادشاہ سے کہا کہ ''میرا رب وہ ہے جو مارتا ہے اور جلاتا ہے'' اس کے جواب میں بادشاہ نے کہا کہ ''میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں'' اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ''میرا پروردگار سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اس کو مغرب سے نکال''

اس مناظرہ کو اگر موجودہ فنِ مناظرہ کے اصولوں پر پرکھا جائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی اچھے مناظر ثابت نہ ہوں گے، کیونکہ وہ بادشاہ کے اس قول پر کہ ''میں مارتا ہوں اور جلاتا ہوں'' بہت کچھ معارضہ کر سکتے تھے جو انہوں نے نہیں کیا۔ حالانکہ ایک مناظر کی حیثیت سے یہی مقام ان کے مورچہ لگانے کا تھا لیکن انھوں نے ایک مناظر کے اصول جنگ کے بالکل خلاف اس نقطہ سے از خود پسپائی اختیار کی، اور جونہی محسوس فرمایا کہ یہ شخص مناظرہ اور اپنی بات سچ کرنے پر تل گیا ہے، وہ ایک مُسکت بات کہہ کر فوراً علیحدہ ہو گئے جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اگر داعیٔ حق کو مخاطب کے متعلق یہ اندازہ ہو جائے کہ یہ بات کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتا بلکہ معارضہ اور مناظرہ پر اتر آیا ہے تو اس کے درپے نہیں ہونا چاہیے بلکہ مزید گفتگو کو ختم کر دینا چاہیے، لیکن اس کے برعکس آج کل کے مناظرینِ اسلام نے اس پیغمبرانہ اُسوہ کو چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی دعوت و تبلیغ بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

تقریر و مناظرہ میں غصہ کا اظہار، مخالف و مقابل پر فقرے چست کرنا اور پھبتیاں کسنا ہی بڑا کمال سمجھا جاتا ہے جو اسے اور زیادہ ضد اور عناد کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس ''مجادلہ'' کو باطل قرار دے کر اسے کفار اور معاندین کی طرف منسوب کیا ہے۔ حتیٰ کہ اہل کتاب کے ساتھ بھی اس قسم کے ''مجادلہ'' سے واضح الفاظ میں منع کر دیا گیا ہے: ''وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ'' (العنکبوت،۴۶) اور نہ مناظرہ کرو اہل کتاب سے مگر اس طریق سے جو بہتر ہے۔

علاوہ ازیں ''علماءِ حق'' کے مروّجہ مناظروں میں جن کے اکھاڑے وہ آئے دن جماتے رہتے ہیں ان میں مجادلۂ باطل کی تمام خصوصیات (یعنی اپنی ہی بات پر بلا کسی معقول دلیل کے اصرار، غیر متعلق باتوں میں اصل مسئلہ کو الجھانے کی خواہش اور خلط مبحث، کج بحثیوں میں تضیّع وقت، اپنے حریف کی معقول بات کو نہ خود سننا اور نہ کسی دوسرے کو سننے دینا اور لایعنی موشگافیاں اور بے نتیجہ زبان درازیاں وغیرہ) پائی جاتی ہیں جن سے قرآن کریم نے اہلِ حق کو نہ صرف سختی کے ساتھ منع کیا ہے بلکہ یہ حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ: ''وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ'' (حٰم السجدۃ،۳۴) نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، تم برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے۔ لیکن صد افسوس کہ اپنے آپ کو علماءِ حق اور علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرنے والے ''علماء'' بھی کتاب وسُنّت کے حرام ٹھہرائے ہوئے ''مجادلۂ باطل'' میں ''علماءِ سوء'' سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔

پبلک مقامات کے علاوہ مساجد و مدارس جیسے مقدس اداروں میں منعقدہ ''تحفظ سُنّت، فتح مبین، عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شہید حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، آوازِ حق اور ترجمانِ حق'' کے عنوانات سے معنون اور مناظرہ کی چیلنج بازیوں پر مشتمل ان کانفرنسوں میں اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی و سرپرستی میں خود ''علماء کرام'' کی طرف سے طعن و تشنیع،

سب وشتم، تحقیر وتذلیل، الزام تراشیوں اور بہتان طرازیوں کے علاوہ ایسی فحش اور گندی زبان استعمال کی گئی ہے جس کی توقع کسی غیر مسلم مہذب انسان سے بھی نہیں رکھی جا سکتی۔

اس پر مستزاد یہ کہ خود علماء کرام کے اہتمام سے ان کانفرنسوں اور مناظروں پر مبنی ''آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز'' کثیر تعداد میں ملک اور بیرون ملک پہنچا کر ''تبلیغ'' کا فریضہ خوب ادا کیا گیا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس ''خالص دینی'' پروگرام کو بھی گھر کی خواتین کے ساتھ مخلوط ''یورپی ماحول'' اپنائے بغیر ملاحظہ نہیں کیا جا سکتا۔ اہل تحقیق مزید معلومات کے لیے مولانا نصر اللہ خان راشد اور مولانا محمد ایوب طوفانی صاحب آف گجرانوالہ (جہاں اس صدی کا سب سے بڑا اکھاڑا جمایا گیا) کی طرف مراجعت فرمائیں۔

زیرِ نظر مضمون کا اختتام مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب رحمت اللہ علیہ کے حسبِ ذیل فکر انگیز اقتباس کے ساتھ کیا جاتا ہے:

> ''حقیقت یہ ہے کہ دعوت و اصلاح کا کام انبیاء یا ان کے وارث ہی کر سکتے ہیں۔ جو قدم قدم پر اپنا خون پیتے ہیں اور دشمن کی خیر خواہی اور ہمدردی میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی رفتار و گفتار میں کسی مخالف پر طعن و تشنیع کا شائبہ نہیں ہوتا، وہ مخالف کے جواب میں فقرے چست کرنے کی فکر نہیں کرتے، وہ ان پر الزام تراشی کا پہلو اختیار نہیں کرتے اسی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ چند روز کی مخالفتوں کے بعد بڑے بڑے سرکشوں کو ان کے سامنے جھکنا پڑتا ہے، ان کی بات کو ماننا پڑتا ہے۔ آج افسوس یہ ہے کہ ہم اسوۂ انبیاء سے اتنے دور جا پڑے کہ ہمارے کلام و تحریر میں ان کی کسی بات کا رنگ نہ رہا۔
>
> آج کل کے مبلغ و مصلح کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مخالف پر طرح طرح کے الزام لگا کر اس کو رسوا کرے اور اپنے فقرے چست کرے کہ سننے والا دل کو پکڑ کر رہ جائے۔ اسی کا نام آج کی زبان میں زبان دانی اور اردو ادب ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔
>
> اللہ تعالیٰ تو اپنے انبیاء کو جب مقام دعوت پر کھڑا کرتے ہیں تو موسیٰ و ہارون علیہما السلام جیسے اولوالعزم پیغمبروں کو فرعون جیسے سرکش کافر کی طرف بھیجنے کے وقت یہ ہدایت نامہ دے کر بھیجتے ہیں: ''قُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ'' فرعون سے بات نرم کرو شاید وہ رستہ پر آ جائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے۔
>
> آج ہمارے علماء اور مصلحین و مبلغین میں کوئی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے زیادہ ہادی اور رہبر نہیں ہو سکتا، اور ان کے مخاطب فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں ہو سکتے، تو ان کے لیے کیسے روا ہو گیا کہ جس سے ان کا کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اُچھالیں اور ٹانگ کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں اور استہزاء و تمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں اور پھر دل میں خوش ہوں کہ ہم نے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے، اور لوگوں سے اس کے متوقع رہیں کہ ہماری خدمت کو سراہیں اور قبول کریں۔ یہ وہ اصول دعوت الی الخیر ہیں جن میں سب سے پہلے حکمت و تدبیر سے اور پھر خیر خواہی و ہمدردی اور نرم عنوان سے لوگوں کو قرآن و سنت کے صحیح مفہوم کی طرف بلانا ہے اور آخر میں ''مجادلہ بالتی ہی احسن'' یعنی حجت و دلیل کے ساتھ افہام و تفہیم کی کوشش ہے۔ جدال میں اور وہ بھی غیر مشروط انداز سے مشغول ہو گئے کہ اپنے حریف کا استہزاء و تمسخر، اس کو زیر کرنے کے لیے جھوٹے سچے، ناجائز، جائز ہر طرح کے حربے استعمال کرنا اختیار کر لیا، جس کا لازمی نتیجہ جنگ و جدل اور جھگڑا و فساد تھا۔''
>
> (وحدتِ اُمّت، صفحہ ۳۹، ۵۷۔ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرام تائب

مجھے بات کرنے کا ہے جو قرینہ
یہ ہے سارا فیضانِ چشمِ مدینہ

یہی وِرد جاری لبوں پہ ہے میرے
مدینہ ، مدینہ ، مدینہ ، مدینہ

کوئی اپنا ہمسر نہ ہو گا جہاں میں
جو ساحل پہ پُہنچے گا اپنا سفینہ

نہیں آرزُو دل میں لعل و گُہر کی
لگا ہے مرے ہاتھ ایسا دفینہ

گراں تر ہے قریہ یہ کون و مکاں سے
کہیں دفن ہو گا نہ ایسا خزینہ

یہ خوشبو کلی کا مقدر کہاں تھی
بسا جو نہ ہوتا نبی کا پسینہ

یہی ہے اثاثہ مری زندگی کا
گزارا ہے تائبؔ یہاں جو مہینہ

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

کیوں درسِ اخوت ہمیں ازبر نہیں ہوتا
انسان کوئی اسود و احمر نہیں ہوتا

تقوے سے عبارت ہے ہر ایک کی عظمت
از خود تو کوئی ابتر و برتر نہیں ہوتا

جس شخص کی فطرت میں نہ ہو فقر کا جوہر
بنیاد پہ دولت کی ، تونگر نہیں ہوتا

موجوں کے تلاطم سے ہی بنتا ہے سمندر
بے موج سمندر تو سمندر نہیں ہوتا

برسوں کی ریاضت سے بنے حرف یہ موتی
دو دن میں کوئی شخص سخن ور نہیں ہوتا

اک جہد مسلسل ہے میری زیست کا حاصل
ہر شخص مقدر کا سکندر نہیں ہوتا

انصاف نہ ملنے کا ہے انجام بغاوت
مظلوم بھی آخر کوئی پتھر نہیں ہوتا

آغوشِ صدف میں جو پلے قطرہ وہ موتی
ہر قطرہ سمندر کا تو گوہر نہیں ہوتا

اعزاز یہ ملتا ہے مقدر سے ہی خالدؔ
ہر رندِ قدح خوار قلندر نہیں ہوتا

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

حافظ حبیب اللہ چیمہ

اِس فانی دنیا میں لاتعداد انسان پیدا ہوئے اور مالک کی عطاء کردہ عمر پوری کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کچھ بندگان باری تعالیٰ دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو عوام کے دلوں پر حکومت قائم کر کے واپس مالک کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ مخلوق خدا انہیں صدیوں یاد کرتی ہے، جانے والے چلے جاتے ہیں مگر نقصان ان کا ہوتا ہے جو باقی رہ جاتے ہیں۔ انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کو ہم سے جدا ہوئے ایک برس بیت گیا ہے لیکن ابھی تک عقیدت مندوں کی آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہوئے۔

حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ گذشتہ برس 5 رمئی 2010ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ میرے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ) یکم جون 2007ء کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ اس بار حضرت پیر و مرشد کے مضمون کے ساتھ ابا جی رحمتہ اللہ کا مضمون بھی ضم کر دوں کہ دونوں کی تاریخ وفات کا فرق ایک ماہ سے بھی کم ہے۔ ماہِ مارچ سے مضمون لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر جب بھی قلم اُٹھاتا ذہن ماؤف ہو جاتا اور دل کی کیفیت بدل جاتی کہ کیا لکھوں اور کہاں سے شروع کروں۔ میری خوش بختی جاگی کہ حضرت الاستاد حافظ احمد دین نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ احمدیہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ العالی نے 9-10، اپریل 2011ء کو خانقاہ احمدیہ سراجیہ داد ڑہ بالا ہڑپہ میں حضرت خواجہ خان محمد اور حضرت حافظ احمد دین رحمہم اللہ کی یاد میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے روحانی اجتماع کا انعقاد کیا جس میں ملک بھر سے سلسلہ نقشبندیہ کے متعلقین اور مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ اس پروگرام کی صدارت حضرت پیر و مرشد مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی نے کی اور پروگرام سے فارغ ہو کر رات کو (اباجی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ رشیدیہ بستی سراجیہ میں) ہمارے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ اگلے روز حضرت خواجہ خلیل احمد مدظلہ ساہیوال اور اوکاڑہ جبکہ 12 راپریل کو چیچہ وطنی میں حاجی محمد ایوب کے ہاں اور 13 راپریل کو خانیوال تشریف لے گئے۔ اسی دوران پھر مضمون شروع کرنے کا ارادہ کیا لیکن ذہن ماؤف، سمجھ سے باہر کہ پہلے یہ کیفیت نہ ہوتی تھی۔ بالآخر حضرت پیر و مرشد خواجہ خلیل احمد کی طرف متوجہ ہوا، حضرت سے عرض بھی کیا اور بارگاہ الٰہی میں دستِ دُعا بلند کیا کہ اے اللہ، میرے مرشد کی دعاؤں کے صدقے میرے قلم کو رواں فرما دیجیے۔ بس پھر لکھنا شروع کر دیا۔

میرے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق 1920ء میں کندیاں کے موضع ڈنگ میں پیدا ہوئے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عمر مبارک زیادہ ہے۔ ابھی آپ کمسن ہی

تھے کہ اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ) نے آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد عمر سے آپ کو یہ کہہ کر مانگ لیا کہ جو آپ کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں (اپنے بیٹوں میں سے ایک مجھے دے دو) خواجہ محمد عمر نے تینوں بیٹے پیش کر دیئے تو اعلیٰ حضرت نے، حضرت خواجہ خان محمد کو منتخب کر کے انکی ظاہری تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ روحانی توجہ بھی شروع فرما دی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا ذمہ حضرت پیر عبداللطیف شاہ صاحب اور حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی گئی۔ جس کے بعد آپ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں مزید تعلیم کے لئے تشریف لے گئے جہاں بگوی خاندان کے مولانا ظہور احمد بگوی اور مولانا نصیرالدین بگوی رحمہم اللہ خانقاہ سراجیہ کے ارادت مندوں میں سے تھے آپ نے بھیرہ میں تین سال رہ کر درجہ وسطیٰ تک تعلیم حاصل کی، یہاں سے آپ دارالعلوم دیوبند اعلیٰ تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا جو کہ حضرت اقدس نے خود سنایا تھا کہ'' دارالعلوم دیوبند میں میرا داخلہ ہو چکا تھا مگر میرے دو ساتھیوں کو داخلہ نہ ملا تو اُن کے اصرار پر ہم نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں داخلہ لے لیا جہاں دیگر اساتذہ کرام کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بھی ہمارے استاد تھے۔'' 1943ء میں آپ نے دورہ حدیث شریف کے لئے دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور عالم اسلام کی اس عظیم مادرِ علمی سے اپنا تعلیمی دور مکمل کیا۔

حضرت اقدس خواجہ خان محمد بلوغت کو پہنچے تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لختِ جگر سے آپ کی شادی کر دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی فرما دیا تھا کہ'' خانقاہ سراجیہ کی گدی پر میرا ہم نام بیٹھے گا۔ اس پر میرا فیض خاص ہوگا اور وہ امام وقت ہوگا اسے دنیا دیکھے گی۔ چار دانگ عالم میں اس کا شہرہ ہوگا اس کے اور میرے نام میں ''الف'' اور ''میم'' کا فرق ہوگا'' اعلیٰ حضرت کے یہ الہامی کلمات سو فیصد درست ثابت ہوئے اور حضرت خواجہ خان محمد افق ولایت پر ایسے آفتاب کی طرح چمکے جس کی روشنی نے ہزاروں لاکھوں قلوب کو عشقِ حقیقی کی تپش سے گرما دیا 1941ء میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور آپ کی شرعی وصیت کے مطابق آپ کے خلیفہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین ہوئے تو حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثانی کی خدمت واطاعت میں ایک مثال قائم کر دی۔ حضرت ثانی نے بھی حضرت اقدس پر بھر پور توجہ فرمائی کیونکہ انہیں علم تھا کہ میرے شیخ نے جو امانت میرے سپرد کی ہے دراصل یہ ہی اس امانت کے وارث ہیں۔ اس بات کا اظہار حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی ایک اہم شخصیات سے ملاقات میں بھی کیا تھا۔ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں حضرت اقدس خواجہ صاحب کے ذمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خانگی امور کی انجام دہی، لنگر خانہ کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف میں قائم مدرسہ سعدیہ کی تدریسی ذمہ داریاں بھی عائد تھیں۔ یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ میرا تعلق اس خانقاہ عالی سے چار پشتوں سے ہے کہ میرے پردادا حاجی غلام نبی چیمہ کا روحانی تعلق اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ چیچہ وطنی کے علاقہ میں پہلے پہل خانقاہ سراجیہ کے متعلقین میں حاجی غلام نبی چیمہ، مولانا غلام محمد (بانی جامع مسجد)، حضرت حافظ احمد دین (دادڑہ بالا)، حکیم احمد خاں تونسوی، میر سید نذیر احمد (میر رضا الدین کے دادا جو کہ چیچہ وطنی

کی آبادکاری کے وقت یہاں کے تحصیل دار تھے)اور ماسٹر حاجی فضل دین ڈوگر (بھائی عابد مسعود کے دادا) قابل ذکر ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ دونوں حضرات کے خلیفہ حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ (باگڑ سرگانہ) اکثر و بیشتر چیچہ وطنی تشریف لاتے رہے ہیں ان حضرات کی توجہ اور برکت سے میر سید نذیر احمد نے بطور تحصیل دار اپنی تعیناتی میں یہ طے کیا ہوا تھا کہ شہری حدود کے دس میل کے اندر کسی غیر مسلم کو زرعی زمین الاٹ نہیں کرونگا اور وہ اپنے اس فیصلے پر عمل بھی کرتے رہے۔

1956ء میں حضرت مولانا محمد عبداللہ کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین ہوئے تو اس خانقاہعالی کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں روحانی طور پر روشنی پھیلانے والے آفتاب کی مانند روشن کر دیا۔اس خانقاہ کے اکابر نے ابتدا سے ہی نہ صرف تحریک تحفظ ختم نبوت کی بھر پور سرپرستی فرمائی بلکہ ہر مشکل دور میں اس تحریک کی آبیاری میں بھر پور کردار ادا کیا۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سے مل کر 1929ء میں مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی اور 1934ء میں شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت قائم کیا تو بانی خانقاہ سراجیہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد خاں نے اس تحریک کی بھر پور سرپرستی فرمائی۔تحریک مسجد شہید گنج کے واقعہ اور لدھارام کیس میں اعلیٰ حضرت کے مشوروں اور دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا جس کا اظہار اکابر احرار نے متعدد مقامات و واقعات میں کیا ہے۔قیام پاکستان کے بعد 1953ء میں چلنے والی تحریک ختمِ نبوت میں بھی خانقاہ سراجیہ نے اہم کردار ادا کیا۔حضرت مولانا محمد عبداللہ نے خانقاہ سراجیہ اور لاہور میں اپنی قیام گاہ (بیڈن روڈ) کو تحریک کے لئے وقف کر دیا اور حضرت اقدس خواجہ خان محمد سے فرمایا کہ یا تو خانقاہ کا نظام سنبھالو اور میں تحریک ختمِ نبوت کے لئے کام کروں یا پھر تم تحریکِ ختم نبوت کے لئے وقف ہو جاؤ۔شیخ کے حکم پر حضرت خواجہ خان محمد نے تحریکِ ختمِ نبوت 1953ء میں بھر پور حصہ لیا اور میانوالی سے گرفتار ہو کر لاہور جیل میں قید بھی ہوئے۔حضرت خواجہ خان محمد برسوں پرانی روایات کے سچے امین تھے اپنے دور کے تمام اہل علم سے حضرت خواجہ خان محمد محبت فرماتے تھے اور تمام اہل علم و دانش بھی آپ کی محبت کا دم بھرتے تھے۔حضرت خواجہ خان محمد کا حلقہ ارادت پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، انگلستان، عرب ریاستوں سمیت پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بننے کے ساتھ ہی حضرت بنوری کی خواہش و حکم پر آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر منتخب کیا گیا حضرت بنوری کے انتقال کے بعد سے تادم واپسی آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ رہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اور جمعیت علماء اسلام کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ مسلک دیوبند کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی حاصل رہی۔

راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید کی روایت ہے کہ ایک نجی مجلس میں مولانا مفتی محمود نے حضرت خواجہ خان محمد سے عرض کیا کہ زندگی موت کا علم نہیں لیکن میرے بعد فضل الرحمٰن (قائد جمعیت) کا خیال رکھنا۔پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد نے سیاست کے اس طفل مکتب کی انگلی پکڑ کر وہ کچھ کر دکھایا کہ غیروں کے

ساتھ ساتھ اپنے بھی حیران و پریشان ہو گئے۔ بابائے جمہوریت نواب زادہ نصر اللہ خاں نے بھی حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ہی مولانا فضل الرحمٰن کی سیاسی تربیت اور سرپرستی کی حامی بھری تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ اگر اس وقت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ مولانا فضل الرحمٰن کی سرپرستی نہ فرماتے تو آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔ اس کا اظہار مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے تعزیتی خطاب میں ان الفاظ میں کیا کہ ''میں جس محاذ پر کام کر رہا ہوں وہ طوفانوں کا محاذ ہے اور میرے راستے میں بے شمار بڑے بڑے طوفان آئے لیکن جب میں دیکھتا تو ان طوفانوں کے سامنے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ بن کر کھڑے ہوتے اور طوفان ملیامیٹ ہو جاتے'' میرے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید نے تعلیم مکمل کر کے پہلی بیعت خانقاہ سراجیہ کے فیض یافتہ حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کی جنہیں خانقاہ سراجیہ کے بڑے اکابر نے ضلع ملتان، ضلع فیصل آباد اور ضلع ساہیوال میں اپنی نیابت عطا فرمائی ہوئی تھی حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دل جمعی اور توجہ کے ساتھ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات کی تکمیل کے بعد اس سلسلۂ عالیہ کی خلافت سے نوازا۔

1962ء میں حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت والد محترم نے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی تو بعد ازاں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کمال شفقت فرماتے ہوئے حضرت والد صاحب کو اپنی خلافت عطا فرمائی اور فرمایا کہ ''حافظ جی آپ حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھائیں لیکن حضرت والد محترم نے عرض کیا کہ آنجناب کی موجودگی میں میرے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت والد گرامی نے ہمیشہ خود کو نمود و نمائش سے دور اور اپنی باطنی کیفیت وحیثیت کو پردۂ اخفا میں ہی رکھا۔ متعدد اسفار میں اپنے شیخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے سفر حج۔ دارالعلوم دیو بند کے جشن صد سالہ 1980ء اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سرھند شریف کے سفر میں متعدد بار کے علاوہ اندرون ملک سینکڑوں مرتبہ حضرت شیخ کے ہمراہ سفر کیے۔ یہاں صاحبزادہ حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (فرزند ارجمند حضرت ثانی) کا ذکر کیے بغیر چارہ نہیں جن کی محبت وشفقت خانقاہ سراجیہ سے متعلق ہر شخص کے ساتھ تھی اور ہر کسی کے ساتھ حضرت شیخ کے تعلق کا بھی بخوبی علم ہوتا تھا ہمارے لئے تو وہ خاندان کا ایک فرد تھے اور ہر مرحلے میں انہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی۔ حضرت والد محترم سے اس قدر اُنس تھا کہ کبھی خود آ گئے اور کبھی والد صاحب کو خانیوال بلا لیا۔ حضرت کے اسفار میں والد محترم کو شامل رکھتے تھے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی کرامات ظاہر ہوتی رہتی ہیں ہمارے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی لامحدود کرامات کی گواہیاں موجود ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے پھر بھی ...... سرگودھا کے ایک بزرگ ''نوٹوں والی سرکار'' کے نام سے مشہور تھے لوگ اُن کے پاس آتے نوٹ پھینک کر چلے جاتے لیکن وہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے جو رقم ہوتی وہ بھی غریبوں اور اپنے دیگر متوسلین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک دن اچانک مسکرائے اور بولے الحمد للہ، خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ قطب کے عہدے پر فائز ہو گئے اور پھر خاموش ہو گئے۔ چیچہ وطنی میں چودھری مقبول چیمہ ایک زمیندار تھے۔ بڑی عمر کے لوگ جانتے ہیں کہ مقبول چیمہ سخت مزاج اور اکھڑ قسم کے آدمی تھے اُس دور میں گاڑی کسی کسی کے پاس ہوتی تھی۔

1970ء میں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ چیچہ وطنی تشریف لائے تو میرے والد محترم کے کہنے پر مقبول چیمہ اپنی کار پر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہمارے گاؤں 42/12-L لے کر گئے۔ راستے میں مقبول چیمہ نے کار میں قوالی چلا دی حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو بند کردو لیکن مقبول چیمہ نے اپنی طبیعت کے مطابق کہا کہ حضرت یہ قوالی ہی ہے کچھ نہیں ہوتا جس پر حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے وہ ٹیپ خود بند کر دی۔ دیکھنے اور سننے والے آج بھی زندہ موجود ہیں کہ کاریگروں نے بہت زور لگایا لیکن پھر مقبول چیمہ کی کار میں دوبارہ ٹیپ ریکارڈر نہ چل سکا اور مقبول چیمہ نے وہ کار فروخت کر دی۔ والد محترم راوی ہیں کہ 1980ء میں دارالعلوم دیو بند (انڈیا) کے صد سالہ جشن کے موقع پر ہم ہندوستان گئے ہمارا ویزہ دیو بند کی بجائے سہارن پور کا تھا میں اور صاحبزادہ حافظ محمد عابد نے سہارنپور کے ایس پی سے رابطہ کیا لیکن اس نے دیو بند کی اجازت دینے سے انکار کر دیا حضرت اقدس کی خدمت میں صورتحال عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ پرسوں دیو بند چلیں گے۔ دوسرے روز ہم دوبارہ ایس پی آفس گئے تو دیکھا کہ ایس پی سہارنپور نے دیو بند جانے کی اجازت دے دی ہے۔ والد محترم مارچ 1993ء میں ادائیگی عمرہ کے لئے حرمین شریفین گئے صاحبزادہ محمد عابد مرحوم اور حضرت استاد حافظ احمد دین رحمتہ اللہ علیہ بھی شریک سفر تھے۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ ہوں یا صاحبزادہ محمد عابد مرحوم جس سفر میں میرے والد محترم ساتھ ہوتے مالیات اور طعام کا شعبہ والد محترم کے ہاتھ میں ہوتا۔ 1993ء کے سفر میں بھی ایسے ہی ہوا۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ ایک دن حساب کیا تو تقریباً 60 ریال حساب میں کم ہو گئے مکمل پڑتال کی لیکن حساب درست نہ ہو سکا۔ اسی دوران حرم کعبہ میں بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا سامنے بیت اللہ شریف نظر آ رہا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور میرے رومال میں کچھ ریال رکھ کر چلا گیا میں نے دیکھا تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا میں نے ریال دیکھے تو وہ اتنے ہی تھے جتنے میرے حساب میں کم ہو رہے تھے اس سے کم نہ زیادہ یہ واقعہ سنا کر والد محترم نے کہا کہ یہ حضرت کی دعا اور توجہ کی برکت سے ہوا والد محترم نے فرمایا کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جن دنوں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے گاؤں ڈنگ تشریف لے گئے اور وہاں مستقل قیام کی غرض سے آپ نے مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو انہی دنوں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے تو حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری کو بتایا کہ حضرت یہاں خانقاہ اور ساتھ مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ کچھ دیر توقف کے بعد حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا ضروریات کے مطابق کمرے وغیرہ تعمیر کر لیں لیکن مسجد تعمیر نہ کروائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ خانقاہ سراجیہ ہی جائیں گے اور خانقاہ آپ کی منتظر ہے جب آپ چلے گئے تو یہ مسجد بے آباد ہو جائے گی جو کہ کسی بھی طرح جائز نہیں کہ مسجد تعمیر کر کے بے آباد کر دی جائے حضرت رائے پوری کے الفاظ کچھ ہی عرصہ بعد حقیقت کا روپ دھار گئے والد محترم نے فرمایا کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ہم حضرت حاجی جان محمد کی معیت میں خانقاہ شریف پہنچے تو حضرت حاجی جان محمد نے اپنے سے بہت ہی کم عمر حضرت خواجہ خان محمد کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی تو کسی نے پوچھا کہ حاجی صاحب آپ تو بڑے حضرات کے خلفاء میں سے ہیں اپنی بڑھاپے کی عمر میں

ایک نوجوان کی بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی تو حضرت حاجی جان محمد نے تاریخی جملے ارشاد فرمائے کہ میں اپنے نفس کو بے لگام گھوڑا نہیں بنانا چاہتا اور حضرت حاجی جان محمد بیعت کے بعد ہمیشہ حضرت خواجہ خان محمد کی خدمت میں دوزانو ہی بیٹھتے اور بڑے حضرات کی طرح ہی حضرت خواجہ کا ادب واحترام فرماتے تھے۔

جولائی 1997ء میں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے سرہند شریف ہندوستان کا سفر کیا تو آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حافظ محمد عابد، حضرت حاجی عبدالرشید رحیم یارخان، مولانا محبّ النبی لاہور، اورنگ خان موسیٰ زئی شریف، محمود احمد خان اسلام آباد، حضرت حافظ عبدالرشید چیچہ وطنی اور راقم الحروف حبیب اللہ شامل تھے۔ جب ہم خانقاہ سرہند شریف پہنچے تو کچھ ہی دیر بعد حضرت اقدس کی معیت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی وہاں عجیب واقعہ پیش آیا کہ حضرت اقدس سمیت سب حضرات مراقب ہوگئے میری کم عقلی کہیں یا جہالت کہ میں مراقبہ میں اپنے شیخ کی بجائے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا تو مجھے جھٹکا لگا دو تین بار یہی کیفیت ہونے کے بعد بھی جب میں نہ سمجھ سکا تو یکا یک مجھے ایسا شدید جھٹکا لگا کہ میں پیچھے جا گرا تو پھر میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی بجائے اپنے شیخ حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا جس سے پہلی کیفیت بدل گئی اور غیر معمولی سکون محسوس ہوا۔ بعدازاں میں نے حضرت والد محترم سے یہ واقعہ عرض کیا تو والد صاحب نے فرمایا کہ یہ بات گستاخی کے زمرے میں آتی ہے کہ اپنے شیخ کی موجودگی میں براہ راست کسی اور سے فیض حاصل کیا جائے اور اگر شیخ موجود نہ بھی ہوں تب بھی کسی سے فیض حاصل کرتے وقت اپنے شیخ کا تصور ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اسی سفر کے دوران حضرت حاجی عبدالرشید مدظلہ، حضرت خواجہ محمد زبیر کے مزار پر حاضر ہوئے تو مکاشفہ میں حضرت خواجہ محمد زبیر نے حاجی عبدالرشید سے فرمایا کہ حضرت خواجہ خان محمد سے کہنا کہ ہمیں بھی مل جائیں اس پیغام پر حضرت اقدس مع احباب کے حضرت خواجہ محمد زبیر کے مزار پر کافی دیر تشریف فرما رہے۔ اس سفر میں حضرت اقدس کی معیت میں وہ کچھ دیکھا اور حاصل کیا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد ہمارے والد محترم کی وجہ سے ہم سب پر انتہائی کرم فرماتے تھے۔

میرے والد محترم اپریل 2003ء میں فالج کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت اقدس میرے والد صاحب کی عیادت کے لئے چیچہ وطنی تشریف لائے اور یہ آپ کا چیچہ وطنی کا آخری دورہ تھا 2006ء میں والد محترم کا عمرہ کا پروگرام بنا لیکن ویزہ لگنے کے باوجود نہ جاسکے مئی 2007ء کو دوبارہ عمرہ کا پروگرام بنا انہی دنوں حضرت شیخ خواجہ خان محمد باگڑ سرگانہ تشریف لائے تو میں والد محترم کو لے کر باگڑ سرگانہ حاضر ہوا پہلے ہم حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں مراقبہ کے بعد میں نے ابا جی سے پوچھا کہ حضرت حاجی صاحب سے اجازت مل گئی تو آپ نے فرمایا الحمدللہ۔ اس کے بعد ہم حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابا جی نے عمرہ پر جانے کی اجازت مانگی حضرت خواجہ صاحب نے مسکراتے ہوئے اجازت دی تو ابا جی نے پوچھا کہ حضرت میں نے وہیں رہنا ہے یا واپس آجاؤں گا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا حافظ جی آپ جائیں اللہ پاک خیر فرمائیں گے۔ ہم 26ر

مئی 2007ء کو حرمین شریفین پہنچ گئے 3 دن مکہ مکرمہ رہنے کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی اور یکم جون بروز جمعۃ المبارک صبح 7 بجے ابا جی ہمیں چھوڑ کر مالک حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع کے اس قدیم حصہ میں تدفین ہوئی جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات واقع ہیں۔ ابا جی کی زندگی میں بھی حضرت شیخ مجھ ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے تھے میں پیدا ہوا تو حضرت شیخ نے میرا نام رکھا۔ کمسنی کے دور میں حضرت شیخ کی گود میں بیٹھتا رہا۔ میں نے قرآن پاک حفظ کیا تو حضرت شیخ نے ختم قرآن کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ میری تقریب نکاح میں حضرت شیخ تین دن چیچہ وطنی میں تشریف فرما رہے۔ میرے بچوں سعید احمد اور رقیہ کا نام بھی حضرت شیخ نے تجویز فرمایا یہاں پھر ایک کرامت ہوئی کہ جب سعید احمد پیدا ہوا تو سسرال والوں نے نام تجویز کیے لیکن میں نے کہا کہ نام صرف میرے شیخ ہی رکھیں گے۔ تین سال بعد جب بیٹی پیدا ہوئی تو میں نے حضرت شیخ سے نام کا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے ننھیال والوں سے پوچھو وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ چیچہ وطنی کے میر رضا الدین کے والد میر سید ریاض الدین جو کہ خاندانی طور پر موسیٰ زئی شریف سے لے کر آج تک خانقاہ سراجیہ سے منسلک ہیں ان میر ریاض الدین سے کسی نے حضرت خواجہ خان محمد کی کرامات کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے شیخ کی دو باتوں سے اتنا مغلوب ہوں کہ اور کچھ سوچتا ہی نہیں کہ سالہا سال ہو گئے دیکھتا ہوں کے حضرت اقدس کی کوئی نماز تکبیر اولیٰ کے بغیر نہیں ہوئی اور 1956ء سے حضرت سے میرا تعلق ہے میں نے بارہا کوشش کی کہ نماز تہجد کا وضو میں خود حضرت کو کراؤں لیکن پوری ہمت کے ساتھ جلدی اٹھ کر بھی دیکھا تو حضرت کو نماز میں ہی مشغول پایا۔ حضرت شیخ کے ایک مرید صوفی محمد اسلم تھے یہ صاحبِ کشف اور حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت تھے۔

کئی سال پہلے چیچہ وطنی تشریف لائے میرے ابا جی سے محبت تھی ہمارے ہاں ایک ہفتہ قیام کیا میرے پوچھنے پر متعدد واقعات سنائے ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ میں حضرت سید بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقب ہوا دیکھا کہ حضرت زکریا ملتانی کی مجلس ہے اور حضرت زکریا ملتانی اپنے ہاتھ سے شرکائے مجلس کو چائے دے رہے ہیں جب میری باری آئی تو فرمایا کہ تیری چائے تو کندیاں شریف ہے وہاں جاؤ یہاں کیا کر رہے ہو۔ راقم الحروف نے اپنے ابا جی کی زندگی کے آخری دنوں میں ابا جی سے عرض کیا کہ زندگی موت کا علم نہیں لیکن حضرت شیخ کے بعد ہم کس سے رابطہ رکھیں تو میرے والد گرامی نے فرمایا کہ صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سے رابطہ رکھنا ہے اسی طرح گزشتہ سال فروری 2010ء میں حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ اور حضرت صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ سرہند شریف (ہندوستان) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ تقریباً 25 افراد بھی تھے جن میں راقم الحروف بھی شامل تھا اس دوران حضرت صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی (جنہیں میں چچا جان کہتا ہوں) نے ایک دن بعد نماز فجر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تو انہیں مکاشفہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ خلیل احمد کا احترام کیا کرو۔ گزشتہ سال جب حضرت اقدس اپنی بیماری کے دنوں میں سیال کلینک ملتان داخل ہوئے تو متعدد بار حاضری ہوئی اور بیماری کے باوجود ہر مرتبہ خصوصی توجہ اور شفقت فرماتے

رہے آخری روز انتقال سے دو گھنٹے پہلے بھی حاضرِ خدمت ہوا تو شفقت کی انتہا فرما دی کیا معلوم تھا کہ یہ آخری زیارت ہے ابھی گھر نہیں پہنچا تھا کہ اطلاع مل گئی کہ حضرت اقدس ہمیں چھوڑ گئے۔ اگلے روز 6 رمئی کو اپنے برادران مکرم حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور بھائی جاوید اقبال چیمہ کی معیت میں دیگر ساتھیوں سمیت خانقاہ سراجیہ حاضری ہوئی تو تاحدِ نگاہ مخلوق خدا کا ہجوم تھا۔ پوری ہمت کے ساتھ جگہ بناتے بناتے پہلی صف میں پہنچا ہی تھا کہ مجاہد ختمِ نبوت بھائی مولانا محمد علی صدیقی نے بازو سے کھینچ کر ایمبولینس کے ساتھ لگا دیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اب ہمارے درمیان نہیں حضرت کے تمام صاحبزادگان ہمارے سر کا تاج اور ہمارے دلوں کی دھڑکن ہیں الحمد للہ تمام صاحبزادگان نے ولی کامل حضرت شیخ مولانا خلیل احمد دامت برکاتہم کی سجادہ نشینی کو عطائے ربانی تسلیم کرتے ہوئے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور خانقاہ سراجیہ کے لاکھوں خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمت بڑھائی ہے اللہ تعالیٰ خانقاہ سراجیہ اور سلسلہ عالیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے آمین۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

حضرت مولانا قاری شریف احمد نوراللہ مرقدہٗ

حافظ تنویر احمد شریفی*

اہلِ علم وعمل کا دنیا سے تیزی سے اٹھ جانا قیامت کی علامات میں سے ہے۔۱۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، ۲۷؍مارچ ۲۰۱۱ء بروز اتوار سہ پہر استاذ القراء والعلماء حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب بھی رحلت فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال کے وقت سے ساڑھے سات گھنٹے کے اندر اندر تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ وتدفین سب فرائض ایسے آناً فاناً ہوئے کہ سب حیران تھے، کہ اتنے مختصر سے وقت میں اور عام تعطیل کے دن نو دس ہزار کا مجمع ہو جانا اور جہاں حضرت قاری صاحبؒ خطیب وامام تھے (جامع مسجد سٹی اسٹیشن میں) وہ مسجد نیچے سے اوپر تک چار منزلیں، اس کے بعد باہر کی سڑک اور آئی آئی چندریگر روڈ پر جنازے کی صفیں ہونا، مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کی علامت تھی۔

حضرت قاری صاحبؒ ۱۳۳۲ھ، ۱۹۱۴ء میں کیرانہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم حاجی نیاز احمد صاحب مرحوم نے حافظ رحمت اللہ کیرانویؒ کے مدرسہ میں حفظ قرآن کے لیے داخل کرایا۔۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۸ء میں صرف دو سال کی مدت میں قرآن حفظ کرلیا۔سترہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ تراویح میں سنایا۔خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے استاذ کی نصیحت تھی کہ اگر چاہتے ہو کہ قرآن کھول کر دیکھنا نہ پڑے تو ۵، پارے روز حفظ پڑھنا۔حضرت قاری صاحبؒ نے اس کو ایسا گرہ میں باندھا کہ آخر تک اس پر عامل رہے۔

علوم دینیہ کے لیے مدرسہ امینیہ دہلی، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ فتح پوری دہلی اور دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سے کیا۔آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت حافظ رحمت اللہ کیرانوی، حضرت مولانا قاری عبدالمالک، حضرت قاری سید حامد حسین، مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا جلیل احمد دیوبندی، حضرت مولانا سید فخر الحسن دیوبندی، حضرت مولانا شریف اللہ خان، حضرت مولانا قاضی سجاد حسین دہلوی، حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی، حضرت مولانا سراج احمد رشیدی (تلمیذ حضرت گنگوہی)، حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہی (تلمیذ حضرت نانوتوی)، شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت حکیم مختار حسن رحمہم اللہ جیسے اہل علم شامل ہیں۔

۱۳۵۷ھ، ۱۹۳۹ء میں سند الفراغ حاصل کرنے کے بعد مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے تجوید وقراءت کی سند صرف تین ماہ کے قلیل عرصے میں حضرت قاری عبدالمالکؒ سے حاصل کی۔

---

*حضرت قاری شریف احمد رحمہ اللہ کے پوتے، حضرت مولانا رشید احمد مدظلہٗ کے فرزند اور مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی کے مدیر ومنتظم

شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنیؒ سے ۱۹۴۶ء میں بیعت ہوئے، اسباق تصوّف جاری تھے کہ حضرت کی وفات ہوگئی۔ فدائے ملّت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کے مشورے سے حضرت مولانا سید حامد میاںؒ (بانی جامعہ مدنیہ، لاہور) سے رجوع کیا اور ۱۳/شوال ۱۳۸۲ھ، ۱۰/مارچ ۱۹۶۳ء کو خلافت سے نوازے گئے۔

سیاسی فکر میں جمعیت علمائے ہند اور مجلس احرار اسلام کے ہم نوا تھے۔ جمعیت میں کام بھی کیا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہٗ جب دہلی تشریف لاتے اور آپ کا کہیں جلسہ ہوتا تو جلسے میں حضرت قاری صاحبؒ کی تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت قاری صاحبؒ سے میں نے بار ہا سنا کہ تقسیم ملک کے بعد حضرت شاہ جیؒ جب کراچی تشریف لائے اور آپ کو پتا چلا کہ قاری صاحب کراچی میں رہتے ہیں تو کسی خادم کو حضرت قاری صاحبؒ کے پاس بھیجا اور یاد فرمایا۔ حضرت قاری صاحبؒ حاضر ہوئے تو شاہ جیؒ بہت خوش ہوئے۔ حال احوال کے بعد فرمایا: ''کراچی کے جلسوں میں آیا کریں اور اپنی آواز میں تلاوت قرآن سے جلسہ کا آغاز کیا کریں۔'' حضرت قاری صاحبؒ نے شاہ جیؒ کی محبت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا: ''حضرت! آزادی کے لیے ساری جدوجہد تھی، وہ جیسی بھی ملی، ملک تقسیم ہوگیا۔ بس اب سیاست بھی وہیں (ہندوستان) چھوڑ آیا۔

حضرت قاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ دہلی حضرت شاہ جیؒ کے جلسے میں، میں نے تلاوت کی، شاہ جیؒ جو خود بہترین قرآن کریم پڑھنے والے تھے، میرے پاس آئے اور پیشانی کا بوسہ لیا۔ فرمایا کہ ''قرآن کا حق ادا کردیا'' حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے وقت کے جیّد علماء ومشائخ اور اکابر کو دیکھا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ نے ساری زندگی قرآن کریم کے ساتھ تعلق رکھا۔ ۱۹۳۹ء میں دہلی میں تدریس شروع کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی کی مشہور دکھنی مسجد میں مدرسہ قائم کیا۔ اب یہ مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ پاکستان چوک میں قرآن منزل میں واقع ہے۔

آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمیؒ (ہم عصر، ہم سبق، بے تکلف دوست اور شاگرد) حضرت مولانا محمد سعید دہلویؒ (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرّب، دہلی)، حضرت مولانا محمد احمد قادری مدظلہٗ (رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ، حضرت مولانا لیاقت علی شاہ نقش بندی مدظلہٗ، حضرت مولانا مفتی محمد اسرار مدظلہٗ، حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہٗ اور ان کے علاوہ پونے تین سو کے قریب وہ تلامذہ ہیں جنھوں نے مکمل قرآن حفظ کیا۔ ناظرہ خواں اس کے علاوہ ہیں۔

حضرت قاری شریف احمد رحمہ اللہ صاحبِ تصنیف وتالیف بزرگ تھے۔ تین درجن کے قریب مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی آپ کی کتابیں یادگار ہیں۔ جن میں تذکرۃ الانبیاء (۲ جلد) معلم الدین، تعلیم النساء، معین الحجاج، تاریخ قرآن، تاریخ حرمین شریفین وغیرہ شامل ہیں۔

کراچی شہر میں اوقات الصلوٰۃ کا نقشہ جو مساجد میں آویزاں ہے وہ حضرت قاری صاحبؒ نے حضرت شیخ الہند

مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید اور تحریک شیخ الہند کے نامور سپاہی حضرت مولانا صادق صاحبؒ کے حکم پر مرتب کیا تھا، جس کے مرتب کرنے میں دو سال لگے تھے۔ حیدرآباد شہر کا نقشہ بھی حضرت قاری صاحبؒ نے مرتب کیا تھا۔

حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیّب قاسمیؒ فرماتے تھے کہ جس کتاب پر قاری صاحب کا نام ہو وہ مستند ہے۔

اس کے علاوہ حضرت قاریؒ نے اپنے اکابر کے علمی شاہ کاروں کی اشاعت کا بیڑا بھی اٹھایا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلویؒ کی تصانیف کو عام کیا۔ جس میں مکتوبات شیخ الاسلام، معارف مدنیہ، تفسیر کشف الرحمٰن، النفائس المرغوبہ اور اصول اسلام کا نقشہ قابل ذکر ہیں۔

آخری کارنامہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی ڈائری کی اشاعت کا ہے۔ جو آپ کی وفات سے دو تین ماہ پہلے مکمل ہوئی۔ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرمائے۔ جو علمی خدمات انجام دیں ہمیں ان کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانی مسئلہ..... چند سوالات وشبہات کا ازالہ

مولانا زاہدالراشدی

۶ ؍اپریل کو جہلم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کا اہتمام میونسپل گراؤنڈ میں کیا گیا تھا اور اس کے لیے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے مہتمم عزیزم مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق سلمہ اور ان کے رفقاء کی ٹیم نے خاصی محنت کی اور کانفرنس کی میزبانی اور انتظام کے فرائض سرانجام دیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، تحریک خادم اہل سنت کے امیر مولانا قاضی ظہور الحسن اظہر اور پاکستان شریعت کونسل صوبہ پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خان بشیر نے جہلم اور اردگرد کے اضلاع کا دورہ کر کے علمائے کرام اور دینی کارکنوں کو توجہ دلائی اور ان سب کی محنت سے عوام کا ایک جم غفیر مغرب کی نماز کے بعد سے فجر کی اذان تک عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے علمائے کرام کے ارشادات سے مستفید ہوتا رہا، جب کہ خطباء میں مذکورہ حضرات اور راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا عالم طارق، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا محمد ریاض خان سواتی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر اور مولانا سعید یوسف خان بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس حوالے سے سب اہل دین کے شکریے کی مستحق ہے کہ ملک کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات کا اہتمام کر کے اس تحریک کو عوامی سطح پر زندہ رکھے ہوئے ہے۔

اس سے اگلے روز ۷ ؍اپریل کو میں نے چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل کی، جس کی صدارت صاحبزادہ مولانا رشید احمد نے کی اور مقررین میں پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد رفیق جامی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر سرکردہ علمائے کرام کے علاوہ راقم الحروف اور مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد بخاری بھی شامل تھے۔ سید منیر احمد بخاری نے جو قادیانی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے، اپنے قبول اسلام کی داستان سنانے کے ساتھ ساتھ یورپی ممالک میں قادیانیوں کے کام کرنے کے انداز کا ذکر کیا، جو میرے خیال میں اس کانفرنس کا حاصل تھا۔ بخاری صاحب قبول اسلام کے بعد سے مسلسل اس محاذ پر سرگرم ہیں، اللہ پاک قبولیت سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

راقم الحروف نے ان دونوں کانفرنسوں میں حاضری دی کہ ''میری دونوں سے آشنائی ہے'' اس موقع پر جو معروضات پیش کیں، ان کا خلاصہ نذرِ قارئین ہے:

قادیانیت کے حوالے سے چار سوالات بڑے اہم ہیں۔ ایک سوال یہ ہے کہ کسی شخص کو نبی کہہ دینے سے آخر کیا فرق پڑ جاتا ہے؟ ہم بھی تو اپنے بزرگوں کو بھاری بھرکم القابات سے نوازتے ہیں، جو بسا اوقات خوفناک حد تک بھاری بھرکم ہو جاتے ہیں۔ اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے، جو علمائے کرام علمی حوالوں سے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں ایک صدی سے دیتے آرہے ہیں اور بڑے بڑے اہل علم نے اس کے لیے محنت کی ہے۔ یہ علمی اور تحقیقاتی جوابات اپنی جگہ درست اور ضروری ہیں لیکن ایک جواب علامہ اقبال نے دیا تھا، جو کامن سینس میں ہے اور آج کی دنیا کے لیے زیادہ قابلِ فہم ہے۔ انھوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ خط کتابت میں کہا تھا کہ نبی چونکہ اللہ تعالیٰ کا براہ راست نمائندہ ہوتا ہے اور اس کی ہر بات حجت ہوتی ہے اس لیے کسی کو نبی مان لینے سے وفاداری کا مرکز تبدیل ہو جاتا ہے اور پہلا نبی وفاداری کا مرکز نہیں رہتا۔ اس کی مثال میں عرض کرتا ہوں کہ جیسے ہم سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بحیثیت نبی اور رسول ان پر ایمان رکھتے ہیں، ان کی کتاب تورات کو بھی مانتے ہیں اور کتاب حق تصور کرتے ہیں، لیکن وہ ہمارا مرکز وفاداری نہیں ہیں، اس لیے کہ ہم ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور ہماری تمام تر وفاداری کا مرکز انہی کی ذات گرامی ہے، حتیٰ کہ ہم قرآن کریم کی آیات بھی وہی مانتے ہیں جن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی آیات قرار دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی بھی وہی باتیں مانیں گے، جن کی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں تصدیق موجود ہے۔

اقبال کا کہنا ہے کہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وہ نبی ہے، اس پر وحی آتی ہے اور وہ خدا کا نمائندہ ہے، اس لیے اس کو ماننے والوں کا مرکز وفاداری وہی ہے اور وہ قرآن وسنت کی باتوں کو اسی معنی ومفہوم میں مانتے ہیں، جو مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے، اس لیے ان کا مرکز وفاداری مرزا غلام احمد ہے اور اس طرح قادیانی جماعت نے ملّت اسلامیہ کے مرکز وفاداری کو تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے، جب کہ امّت مسلمہ کا مرکز وفاداری جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ کل بھی وہی تھے، آج بھی وہی ہیں اور قیامت تک وہی رہیں گے۔ وحی اور نبوت کے عنوان سے امّت کا مرکز وفاداری تبدیل کرنے کی کوئی کوشش امّت کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ قادیانی گروہ پاکستان میں ایک چھوٹی سی اقلیّت ہے اور مسلمان بہت زیادہ اکثریت میں ہیں، اس لیے ملک کی غالب اکثریت کو ایک چھوٹی سی اقلیّت سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے لیے اتنی لمبی چوڑی تگ و

دو اور محنت کی آخر کیا ضرورت ہے؟ اس سوال کے جواب میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کا حوالہ دینا چاہوں گا، جن کی وزارت عظمٰی کے دور میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے دستوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا تھا، لیکن اس سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ اقلیّت جب تک اقلیّت رہے کوئی خطرے کی بات نہیں ہوتی، لیکن کوئی اقلیّت اگر سازشی ٹولے کا روپ دھار لے تو وہ کتنی ہی چھوٹی اقلیّت کیوں نہ ہو، ملک کے لیے مسلسل خطرہ ہوتی ہے اور قوم کو اس سے خبردار کرنا اور خبردار کرتے رہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس پس منظر میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی اس بات پر غور کریں جو انہوں نے ایک سوال جواب میں کہی کہ قادیانی گروہ پاکستان میں وہی پوزیشن حاصل کرنا چاہتا ہے، جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ وہاں کوئی پالیسی یہودیوں کی مرضی کے بغیر تشکیل نہیں ہو پاتی۔

یہودی بھی امریکا میں ایک چھوٹی سی اقلیّت ہیں اور اب سے ایک صدی قبل امریکا میں ان کی ایسی ہی حیثیت تھی، جو اس وقت پاکستان میں قادیانیوں کی ہے، مگر انہوں نے رفتہ رفتہ محنت کی اور تعلیم، سیاست، معیشت اور سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں میں مہارت حاصل کر کے اپنا اثر ورسوخ بڑھایا اور کم وبیش نصف صدی کی محنت سے امریکا کی صنعت وحرفت، سیاست، معیشت اور میڈیا کے میدانوں میں اپنا اثر ورسوخ اس قدر بڑھا لیا کہ آج پورا امریکا ان کے کنٹرول میں ہے اور امریکا کا کوئی طاقت ور ترین صدر بھی یہودیوں کی منشا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا، بلکہ امریکا پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے ذریعے یہودی پوری دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ پاکستان کے قیام کے بعد یہاں بھی قادیانیوں کا رخ اسی جانب تھا۔ جسے تحریک ختم نبوت کے ہزاروں کارکنوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر بریک لگا دی۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے بھی اس خطرے کی بُو سونگھ لی اور قوم کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا راستہ روک دیا۔ قادیانیوں کا ایجنڈا آج بھی یہی ہے، جس کے لیے انہیں عالمی استعمار کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے، اس لیے اس محاذ پر خبردار رہنا اور قوم کو خبردار کرتے رہنا ہم سب کی دینی وقومی ذمہ داری ہے۔

تیسرا سوال میں اپنے حکمرانوں سے کر رہا ہوں کہ انہیں آج کل اپنی رٹ قائم رکھنے کا مسئلہ درپیش ہے اور وہ اس کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں جاتا، مگر میرا سوال یہ کہ قادیانیوں نے گزشتہ تین عشروں سے ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلے کو مسترد کر رکھا ہے، وہ اپنے بارے میں دستور وقانون کو ماننے سے انکاری ہیں اور تین عشروں سے ملک کے اندر اور باہر عالمی سطح پر دستور وقانون کی ان شقوں کے خلاف مہم جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کی حدود میں ملک کا قانون بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا یہ ساری صورت حال ہمارے حکمرانوں کے نزدیک حکومتی رٹ کے لیے چیلنج نہیں ہے؟ اور اس گروہ کی کھلی بغاوت کو روکنے کے لیے وہ کون سے اقدامات کر رہے ہیں؟

میرا چوتھا سوال عوام سے ہے، علمائے کرام سے ہے، دینی کارکنوں سے ہے اور محبِّ وطن شہریوں سے ہے کہ کیا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کے بعد ہماری جدوجہد مکمل ہوگئی ہے؟ ہم بڑی خوش فہم قوم ہیں۔ ایک مورچہ جیتنے کے بعد مکمل فتح کا بگل بجا دیتے ہیں اور چین کی نیند سو جاتے ہیں۔ ابھی ہم نے تحفظ ناموس رسالت میں ایک کامیابی حاصل کی ہے کہ دینی حلقوں کی طرف سے اتحاد کے بھرپور مظاہرے اور عوام کے سڑکوں پر آجانے کی وجہ سے حکومت نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر رہی، اس لیے کامیابی پر پوری قوم مبارکباد کی مستحق ہے لیکن یہ کامیابی مکمل کامیابی نہیں ہے، اس لیے کہ جدوجہد ابھی جاری ہے۔ میں اس کی مثال یوں دوں گا کہ ہم نے ایک اچھی وکٹ حاصل کر لی ہے لیکن میچ ابھی جاری ہے، اس لیے کہ قوم کا یہ فیصلہ قبول کرنے سے مغربی ملکوں نے انکار کر دیا ہے اور اس فیصلے کے بعد بھی یورپی پارلیمنٹ اور امریکی کانگریس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ وہ اس سلسلے میں پاکستانی عوام اور حکومت کے فیصلے کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور ہر قیمت پر اپنا فیصلہ ہم پر مسلّط کرنا چاہتے ہیں، اس لیے تحریک ابھی جاری ہے اور بڑے لمبے عرصے تک جاری رہے گی۔ عالمی استعمار ہمارے دستور سے نہ صرف ان دو قوانین کو ختم کرانا چاہتا ہے، بلکہ قراردادِ مقاصد کو ختم کرانا چاہتا ہے، اسلامی دفعات کو ختم کرانا چاہتا ہے، نفاذِ اسلام کے وعدوں اور کوشش کو ختم کرانا چاہتا ہے اور سرے سے پاکستان کی اسلامی نظریاتی شناخت کو ختم کر کرا سے ایک سیکولر ریاست میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے، اس لیے ہمیں اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب تک عالمی استعمار کا ایجنڈا باقی ہے، ہماری جدوجہد بھی جاری رہے گی اور اس کے لیے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت عطا فرمائیں، آمین، یارب العالمین۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
26 مئی 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

(آخری قسط)

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت

پروفیسر خالد شبیر احمد

حکیم نورالدین قادیانی نے اپنے دورِ حکومت میں سلطنت عثمانیہ کی مخالفت اور یہودی ریاست کے لیے کئی مشن مختلف اوقات میں بلادِ اسلامیہ اور یورپی ممالک میں بھیجے۔

(۱) پہلا مشن

لندن میں حکیم نورالدین نے خواجہ کمال الدین قادیانی کو خاص مشن پر مامور کر رکھا تھا، جس کا برطانوی فارن آفس کے ذریعے صیہونی تنظیم (W.Z.O) کے ساتھ رابطہ تھا۔ بظاہر وہ ووکنگ مسجد کے انچارج تھے۔ لیکن درپردہ وہ قادیانی ہدایات کے مطابق دن رات اس پراپوگنڈے میں مصروف تھے کہ خلافتِ عثمانیہ چند دنوں کی مہمان ہے کیونکہ اس سلطنت کی تباہی کی پیش گوئی اُن کے نبی غلام احمد کر چکے ہیں۔ غلام احمد قادیانی نے بقول تاریخ احمدیت نو سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ترکی کی حکومت زیادہ دیر نہیں چل سکتی زوال اس کا مقدر ہو چکا ہے۔ یورپ کے تمام یہودی قادیانیوں کے اس پراپوگنڈے میں خصوصی دلچسپی لیتے اور قادیانی تحریک کی ہر طرح سے حوصلے بڑھاتے رہے۔ تاکہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کی راہیں جس قدر جلد صاف کر سکیں۔ لندن میں قادیانیوں کی یہودیوں کے حق میں یہ آواز پورے یورپ کے اندر سب سے پہلی آواز تھی۔

(۲) دوسرا مشن

مرزا بشیر الدین محمود کو حکیم نورالدین نے ایک دوسرے مشن پر حجاز بھیجا جو عربوں کو ترکوں کے خلاف اُکسانے کا ایک مرکزی خطّہ بن چکا تھا۔ برطانوی سامراج نے جب ''لارنس آف عریبیہ'' کے ذریعے عربوں کو نسلی امتیاز کی بنیادوں پر ترکوں کے خلاف مُہم شروع کی تو اس مُہم کو کامیاب بنانے کے لیے قادیانیوں سے بھی کام لینے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کو اسی کام کے لیے حجاز بھیجا گیا۔ قادیان میں ایسے قادیانی مبلغ موجود تھے جو بیک وقت قادیانی مبلغ بھی تھے اور اُس کے ساتھ ساتھ برطانوی ''انٹیلی جنس'' کے نمائندے بھی، انہی میں سے ایک قادیانی مبلغ عبدالحئی تھا جسے عربی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ مرزا محمود قادیانی کے ہمراہ اس مشن پر روانہ ہوا تاکہ عربوں کے ساتھ رابطے میں آسانی ہو۔ ان دونوں کے ساتھ تیسری اہم شخصیت مرزا ناصر نواب جو رشتے میں مرزا بشیر الدین محمود کے نانا تھے۔ یہ لوگ مکّے اور مدینے کے گردونواح میں اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروف تھے کہ ابراہیم سیالکوٹی جو حج کے لیے حجاز گئے ہوئے تھے، انہوں نے جب قادیانیوں کی سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف یہ سرگرمیاں دیکھیں تو قادیانی وفد کا محاسبہ شروع کر دیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص ایک جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ہے، جو یہودیوں کی ایماء پر اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے عربوں کے درمیان ترکوں کے خلاف نفرت کے بیج بو رہا ہے۔ چند ہی دنوں میں حالات تبدیل ہو گئے۔ عربوں کو معلوم ہو گیا کہ مرزا

محمود قادیانی مرزا غلام احمد ہندی کذاب کا بیٹا ہے اور ہمارے درمیان ارتداد پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ مرزا محمود قادیانی جہاں سے گزرتا عرب اشاروں سے ایک دوسرے کو مطّلع کرتے ''ہذا ابن کذاب'' اسی دوران مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دے دیا۔ جس کے بعد حکیم نورالدین کے اس قادیانی وفد کا مکّے اور مدینے میں ٹھہرنا بہت مشکل ہو گیا اور وہاں سے انہیں بھاگنا پڑا۔ مرزا بشیرالدین محمود نے اپنے اس مشن کی روئیداد اس طرح بیان کی ہے:

''میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ مکرمہ) میں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی، اُس وقت وہاں حکومت ترکی کا چند اثر تھا۔ اب تو شاہِ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانی سے بدسلوکی نہیں ہوسکتی مگر اُس وقت یہ حالت نہیں تھی۔ اُس وقت وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے۔ مگر میں نے وہاں تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر فارغ ہوئے تو دوسرے روز ہی اُس مکان پر چھاپا مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا یہاں کوئی شخص تھا۔'' (الفضل اخبار قادیان، ۷؍مارچ ۱۹۲۱ء)

(۳) تیسرا مشن

حکیم نورالدین نے ترکوں کے خلاف یہودیوں اور انگریزوں کی حمایت میں تیسرا مشن ۲۶؍جولائی ۱۹۱۳ء کو ہی مصر بھیج دیا تھا۔ اس مشن میں زین العابدین ولی اللہ شاہ اور شیخ عبدالرحمٰن شامل تھے۔ انگریزی سامراج اُس وقت مصر، شام اور عراق میں ترکوں کے خلاف سرگرمِ عمل تھا۔ جہاں سے سارے اسلامی علاقوں میں انگریزوں اور یہودیوں کے جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ ادھر لارنس آف عریبیہ اپنے مشن پر صحرائے سینائی میں مصروفِ عمل تھا۔ انگریز شریف حسین مکّہ کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر اُکسانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ قادیانیوں کا مشن انگریزوں اور یہودیوں کی اطاعت کے لیے مصر پہنچا۔ مصر پہنچ کر برطانوی ریذیڈنٹ ''جنرل کچز'' سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ عرصہ تک ان دونوں نے ترک اقتدار کے خاتمے کے لیے برٹش ایجنسیوں کے ساتھ مل کر کام کیا، بعد میں ولی اللہ زین العابدین شیخ عبدالرحمٰن کو مصر میں چھوڑ کر خود برٹش ایجنسی کی ہدایت کے مطابق بیروت (لبنان) روانہ ہو گیا۔ بیروت میں اس قادیانی نے عام مسلمانوں میں بڑا اثر و رسوخ حاصل کر لیا۔ اس لیے کہ اس نے بظاہر ترکوں کے حامی کا روپ دھار لیا تھا۔ ہندوستان کے اندر چونکہ ترکوں کی حمایت کی ایک پرزور تحریک جاری تھی اس لیے ترک اہل ہندوستان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر زین العابدین نے بیروت، حلب اور بیت المقدس برطانوی انٹیلی جنس کی ہدایت کے مطابق بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبی کالج میں ترکوں کی سفارش پر ولی اللہ زین العابدین لیکچرر مقرر ہو گیا۔ زین العابدین قادیانی تحریکِ جاسوسی میں اہم اور منفرد مقام رکھتا تھا۔ جسے اس جاسوسی تاریخ میں عجمی لارنس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس شخص نے ترکوں کے زوال اور انگریزوں کے اقتدار اور یہودیوں کی حمایت میں بڑی نمایاں خدمات سرانجام دیں ہیں، اس لیے اس کے بارے میں چند اہم معلومات مہیا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری اپنی کتاب ''القادیانیت'' میں جنگ عظیم کے دوران قادیانیوں کے جاسوسی کردار سے پردہ اٹھاتے ہوئے اس طرح تحریر کیا ہے:

''اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ خصوصاً جاسوسی کے بارے میں کیونکہ پہلی جنگ عظیم کے وقت انگریزی سامراج نے ایک قادیانی مسمّی

ولی اللہ زین العابدین کو سلطنتِ عثمانیہ میں بھیجا، جس نے وہاں بظاہر یہ ظاہر کیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اس کو پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں ''القدس یونیورسٹی'' میں دینیات کا لیکچرر مقرر کر دیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئیں تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین قادیانی اس لشکر میں شامل ہو گیا۔'' (محمد منیر القادری، القادیانیت۔ دمشق صفحہ ۴)

شورش کاشمیریؒ اسی قادیانی جاسوس کے بارے میں اپنی کتاب تحریکِ ختم نبوت میں یوں رقم طراز ہیں:

''پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۸ء۔۱۹۱۴ء میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار اسرار و قائع چوری کرنے کے لیے مرزا محمود نے اپنے پیروؤں کی ایک کھیپ مہیا کی۔ ہندوستانی فوج کی ہر کمپنی کے ساتھ جاسوسی کے فرائض سر انجام دینے کے لیے ایک یا دو قادیانی منسلک کیے گئے، کئی ایک معتمد ترکی بھیجے گئے۔ جنھوں نے مقامی ملازمت کے پردے میں ''سکاٹ لینڈ یارڈ'' کی حسب ہدایت کام کیا۔ دمشق میں مرزا محمود قادیانی کا سالا زین العابدین ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت القدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر لگ گیا، لیکن جس روز انگریزی فوج دمشق میں داخل ہوئی، وہ انگریزی کمانڈر کے ماتحت ہو گیا۔ اور کئی ایک ترکوں کو قتل کروانے میں حصہ لیا۔ اس کا چھوٹا بھائی میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھا۔ اس کو بغداد فتح ہونے پر عارضی طور پر گورنر مقرر کیا گیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت کو مرزائیوں کے اصل خدوخال کا پتہ چلا تو اُن کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث ان سب کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ مرزا محمود نے جمعہ کے خطبہ مطبوعہ ''الفضل'' ۱۹۲۳ء میں اعتراف کیا کہ ''عراق فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں لوگ بھرتی ہو کر گئے''

اس طرح واضح ہوتا ہے کہ حکیم نورالدین کے اس زیرزمین مشن پر بھیجے گئے خصوصیت کے ساتھ یہ دو شخص زین العابدین اور عبدالرحمٰن، برطانوی مقاصد کے حصول کے لیے کتنے مفید اور کارآمد ثابت ہوئے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصر کے اندر ایک مدّت تک خصوصی مشن پر فائز رہ کر برطانوی انٹیلی جنس اور قادیان کے درمیان ایک خصوصی رابطے کا کام دیتا رہا۔ شیخ عبدالرحمٰن کے بارے میں قارئین کو یہ بتانا بھی ضروری کہ یہ وہی عبدالرحمٰن ہے جو تاریخ میں عبدالرحمٰن مصری کے نام جانا جاتا ہے۔ جس نے بعد میں مرزا بشیرالدین کے دورِ خلافت میں اُس کے خلاف اُس کی اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار جنسی سیکنڈلوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنے ہی خلیفہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا تھا، یہ کہانی بھی ایک طویل کہانی ہے۔ جس کہانی میں مرزا بشیرالدین محمود کے چہرے پر تقدس کا ڈالا گیا پردہ فقط اٹھتا ہی نہیں بلکہ تار تار ہو کے رہ جاتا ہے۔ اسی عبدالرحمٰن مصری نے جی۔ ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا تھا کہ مرزا بشیرالدین محمود زنا کار ہے، تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس نشانہ بناتا ہے اور یہ بھی کہ مرزا بشیرالدین محمود نے ایک الگ سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں در پردہ زنا ہوتا ہے۔

۱۹۱۳ء میں حکیم نورالدین کی ہدایت پر انڈیا آفس کی ایماء پر قادیانی پرچے ''البدر'' کے ساتھ ایک ایک عربی ضمیمہ کی اشاعت کا فیصلہ بھی ہوا۔ یہ فیصلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس لیے کہ اس کے ذریعے عربوں کو ترک مخالفت کے لیے آمادہ کرنے کی ایک تحریک جاری کی گئی اور عربوں کو ترکوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اس ضمیمہ کا ایک خاص حصہ ہے۔ عربوں کے جذبات کو ترکوں کے خلاف اُبھارنے کے لیے اس میں خاص نوعیت کا زبردست مواد شائع ہوتا رہا تا کہ عربوں کو ترکوں کے خلاف لڑا دیا جائے اور اس طرح سلطنتِ عثمانیہ اندرونی خلفشار کا شکار ہو کر برطانیہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائے۔ سلطنت عثمانیہ دنیا کے

نقشے سے غائب ہو جائے اس کے حصے بخرے ہوں اور ان میں سے فلسطین کے اندر یہودی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے۔ اس سارے پروگرام میں یہ عربی ضمیمہ سب سے بڑا پرچار کر رہا تھا اور اسی قسم کا ایک اور پرچہ عرب بیورو بھی قاہرہ سے فارن آفس لندن کی ہدایت پر شائع کیا گیا۔ جس کا نام عرب بلیٹن تھا۔ قادیانی پرچے کی مشرق وسطیٰ اور دیگر عرب علاقوں میں بڑے وسیع پیمانے پر نشر واشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن اس پر قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ تاریخ احمدیت، جلد ہشتم کے صفحہ ۵۵۵، پر یہ تحریر ہے:

> ''قضیہ فلسطین کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضور کی قیادت میں احمدیہ پریس سلسلہ احمدیہ کے مبلّغین بلادِ عربیہ اور غربیہ کی تمام ہمدردیاں شروع سے ہی مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانان عالم کے ساتھ تھیں، اور یہودیوں کے ناپاک عزائم کو نفرت اور حقارت دیکھتے اور ان کی سازشوں کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے سخت خطرہ سمجھتے تھے۔ اور عرب مفادات ومطالبات کی ترجمانی کا کوئی موقعہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے۔ ۳۱رجنوری ۱۹۳۹ء کو عید الاضحیٰ کی تقریب تھی، اس موقع پر امام مسجد لندن جلال الدین شمس نے ایک جلسے کو خطاب کرتے ہوئے فلسطین میں یہودیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔''

ان سطروں پر اب کیا تبصرہ کیا جائے سوائے اس کے کہ بے اختیار منہ سے نکلتا ہے

''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو''

یا پھر

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

الفضل کا اجراء (۱۹۱۳ء)

سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف مکروہ پراپوگنڈا کے لیے حکیم نورالدین کے دور کا ایک اور کارنامہ قادیانیوں کے جریدہ ''الفضل'' کا اجراء ہے۔ جب مسلم اخبارات بالخصوص کلکتہ سے ''الہلال'' اور لاہور سے ''زمیندار'' ترکوں کے بارے میں مسلمانانِ ہند کے دلی جذبات کا مؤثر ترین ذریعہ بن چکے ہیں تو قادیانیوں نے بھی اپنے مذموم مقاصد کے اظہار کے لیے ایک اخبار کی ضرورت کو بڑی شدّت کے ساتھ محسوس کیا، تاکہ وہ بھی اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق بلادِ اسلامیہ کے اندر برطانوی سامراج کے ڈھنڈورچی بن کر خلافتِ عثمانیہ کی مخالفت کا فریضہ بطریق احسن ادا کر سکیں۔ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خود ''اختلافات کے بارے میں'' ''صداقت'' کے صفحہ ۹۲۹، پر اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> ''۱۹۱۳ء میں میرے حج سے واپسی پر دو اہم کام ہوئے۔ میں قادیان سے ایک اخبار کی اشاعت کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کر رہا تھا، کیونکہ احمدیوں میں مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار ''الہلال'' کا اثر ورسوخ دن بدن بڑھ رہا تھا۔ جس سے اس بات کا خطرہ زیادہ شدید ہو گیا کہ کوئی احمدی اس اخبار کے زہریلے پراپوگنڈا سے متاثر نہ ہو جائے، چنانچہ میں نے اسی ضرورت کے تحت جناب خلیفۃ المسیح سے اپنا اخبار جاری کرنے کی درخواست کی، جنھوں نے کمال مہربانی سے مجھے اس کی اجازت دے دی۔''

حکیم نورالدین قادیانی کی موت

مارچ ۱۹۱۴ء، حکیم نورالدین قادیانی آنجہانی ہو گیا۔ جس کے ساتھ ہی حکیم نورالدین کے بعد اُس کی جانشینی کا مسئلہ بڑی شدّت کے ساتھ اُبھر کر سامنے آیا۔ مرزا بشیر الدین جس کی عمر اُس وقت تقریباً پچیس سال تھی، اس منصب کے

لیے مضبوط امیدوار تھا۔ جب کہ اس کی مخالفت میں خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی لاہوری، مولوی صدر الدین اور ڈاکٹر بشارت احمد تھے۔ جو اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ حکیم نور الدین اپنے بعد مرزا بشیر الدین محمود کو اپنی گدّی پر بٹھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے عقائد اور انجمن احمدیہ کے تنازعے چھوڑ دیے۔ حکیم نور الدین نے ہر نازک موقعہ پر مرزا بشیر الدین کا دفاع کیا اور اُس کے مخالفین کی حوصلہ شکنی کی تا کہ مرزا محمود کی جانشینی کی راہ صاف ہو سکے۔ شاید یہی وجہ تھی ۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں ''پیغام صلح'' جو مرزا بشیر الدین محمود کے مخالفین کے زیر اثر تھا حکیم نور الدین کی موت پر مندرجہ ذیل تبصرہ چھپا۔

> ''کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کی وصیّت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا گھوڑے سے گر کر بری طرح سے زخمی ہونا، آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہان میں بھی سزا اٹھانا اور اُس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحئی کا عنفوانِ شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ وغیرہ، یہ باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔''
>
> (اشتہار گنجینۂ صداقت، ماخوذ الفضل قادیان۔ ۲۲؍فروری ۱۹۲۲ء، منقول از اسرائیل سے قادیان تک)

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کے لیے

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں ● ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- ایس ایم ایس کے ذریعے اپنا نام و پتہ بھیج کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

داخلہ جاری ہے

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام مسجد سیدنا ابو بکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)
0300-5780390,0300-4716780

قادیانیت............حقائق وتجزیہ

قاضی محمد یعقوب

اسلام تمام غیرمسلموں کو ذمی ہونے کی حیثیت سے ایک اسلامی ریاست میں بطور شہری انسانی حقوق کے تحت تمام سماجی ومعاشرتی حقوق ومراعات دینے اوران کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرنے کا ضامن اور پابند ہے مگر غیرمسلموں کو اپنی مذہبی شناخت وپہچان کو اسلامی شعائر سے مشابہ کرنے کی قانوناً واخلاقاً اجازت نہیں دیتا۔ تاکہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تمیز قائم رہ سکے اور مشابہت کا امکان پیدا نہ ہو۔ یہ بات عصر حاضر کے بین الاقوامی قوانین اور ضوابط کے مطابق بھی عین انصاف اور اصولاً درست ہے۔ بالفرض اگر کوئی غیرمسلم فرد یا جماعت شریعت اسلامیہ کی روح سے باجماعِ امت اور ملکی آئین کے تحت غیرمسلم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر اپنے کفریہ مذہب کو اسلام کے مقدس نام پر پیش کرنے کی ناجائز اور غیرقانونی جسارت کرے اور اصل اسلام کو کفر اور مسلمانوں کو کافر کہے تو شریعت اسلامیہ میں قطعاً اس کی اجازت نہیں اور ایسے غیرمسلم کافر گروہ یا فرد کی حیثیت دیگر غیرمسلم سادہ کفار یعنی ہندو ،سکھ، یہودی، عیسائی وغیرہ کی طرح نہ ہوگی۔ بلکہ ایسا غیرمسلم گروہ یا فرد شرعاً زندیق، مرتد اور کافر ہوجائے گا اور اسلام میں زندیق، کافر، مرتد کی سزا موت ہے۔ کیونکہ زندیق، مرتد، کافر، اسلام اور مسلمانوں کے علاوہ ملکی آئین کا بھی باغی اور غدار ہونے کی بناء پر بدترین مجرم بن جاتا ہے۔

قارئین کرام! اب دیکھتے ہیں کہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے کیا مذہبی عقائد اور سیاسی نظریات ہیں اور شرعاً وقانوناً قادیانیوں کی کیا پوزیشن ہے۔

(۱) قادیانی تاجدارِ ختم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں اور کذاب مرزا قادیانی (م۔۱۹۰۸ء) کو اپنا نبی اور رسول ماننے کی وجہ سے زندیق، مرتد اور کافر ہیں۔

(۲) کذاب مرزا قادیانی نے اپنی غلیظ کتب میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، سیّدہ مریم علیہا السلام اور دیگر برگزیدہ حضرات انبیاء اکرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، بالخصوص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، نوجوانانِ جنت کے سردار سیدنا امام

حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما اور اکابرین اولیاء کرام رحمہم اللہ کے خلاف جو انتہائی اہانت آمیز گستاخانہ اور اشتعال انگیز ناپاک زبان استعمال کرنے کا ناقابل برداشت، ناقابل معافی اور بدترین جرم عظیم کیا ہے اور تمام قادیانی، کذاب مرزا قادیانی جیسے ملعون گستاخ رسول کو اپنا نبی اور رسول ماننے اور اس کا امتی ہونے کی وجہ سے گستاخان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی بناء پر از روئے شریعت مطہرہ زندیق مرتد اور کافر ہیں۔

(۳) کذاب مرزا قادیانی کے بقول اس کی خود ساختہ اور انگریز کی خود کاشتہ جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے والے عالم اسلام کے کروڑوں غیر قادیانی (یعنی مسلمان) کافر، ولدالحرام اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۴) قادیانی شروع سے قیام پاکستان کے خلاف اور دشمن ہیں اور آج بھی اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔ تاکہ ان کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود (م۔۱۹۶۵ء) کی یہ ناپاک وصیت پوری ہو جائے۔

قارئین کرام! پاکستان کا شہری ہو کر اور پاکستان کی مقدس سرزمین پر بیٹھ کر اس غدار وطن نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا شرمناک باغیانہ وغدارانہ بیان جو کہ تاریخی ریکارڈ پر موجود ہے ملاحظہ فرمائیں۔

> ''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔'' (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

(۵) بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کی وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق تحریک پاکستان کے نامور رہنما شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م۔۱۹۴۹ء) کی اقتداء میں جب قائد مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا تو اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ چوہدری سر ظفراللہ خان (م۔۱۹۸۵ء) نے علانیہ قائد کا جنازہ نہ پڑھا اور غیر مسلم سفراء کے ہمراہ دور فاصلے پر الگ کھڑا رہا۔ اخبارات میں جب اس بات کا چرچا عام ہوا کہ ظفراللہ قادیانی نے قائداعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا تو اس بد بخت مرتد کافر نے جو جواب دیا وہ تمام غافل و نادان اور نام نہاد روشن خیال قادیانی نواز مسلمانوں سمیت بالخصوص نئی نوجوان مسلمان نسل کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کا کافرانہ اور ابلیسانہ بیان پیش خدمت ہے۔

> ''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر''

(روزنامہ زمیندار، مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ وطن عزیز پاکستان کے اس نمک خوار تنخواہ دار نوکر زندیق، مرتد اور کافر نے علانیہ قائداعظمؒ کو العیاذ باللہ مسلمان نہ سمجھ کر آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور اپنے مرتد کافر اور نمک حرام ہونے کا واضح اور

کھلا ثبوت دیا، یہ ہے قادیانیوں کی اسلام دشمنی۔

(۶) قادیانی ابتداء ہی سے انگریز کے وفادار، ایجنٹ اور یہود و نصاریٰ سمیت دیگر غیر مسلم سامراجی طاقتوں کے آلہ کار ہونے کی وجہ سے اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے علاوہ عرب ممالک کے خلاف ہر وقت سرگرم عمل اور مذموم گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں۔ صاحبزادہ طارق محمود مرحومؒ (م۔۲۰۰۳ء) فیصل آباد کی مرتبہ کتاب ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' صفحہ نمبر ۱۷، سے ایک اہم چونکا دینے والا ثبوت پیش خدمت ہے۔

> ''قادیانی تحریک نے برطانوی سامراج کے ہاتھ پاؤں مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ کیا اس کی بڑی طویل داستان ہے کہ کس طرح قادیانی اسلامی و عرب ممالک کی جاسوسی کرتے رہے اور فلسطین کو قادیانی کارندوں کا ہیڈ کواٹر بنایا گیا اور وہاں برطانیہ کی جاسوسی کے محکمہ کا افسر اعلیٰ ایک یہودی کو کیونکر بنایا گیا؟

۱۹۲۲ء میں قادیانی خلیفہ مرزا بشیر فلسطین گیا اور اعلان کیا کہ یہودی اس خطے کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ الہام کہاں سے آیا؟ یہ سب ہی کچھ ان کے خفیہ سیاسی عزائم کا عکاس تھا۔ قادیانیت یہودیت کے چہیتے بچے کا نام ہے۔ جس نے صہیونیت کی کوکھ سے جنم لیا۔

علامہ اقبالؒ کے بقول

> ''احمدیت یہودیت کا چربہ ہے۔''

قارئین کرام! آج بھی قادیانی اسرائیلی فوج کا حصہ ہیں اور اسرائیل کے وفادار ایجنٹ، آلہ کار اور مخبر ہیں۔

(۷) قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اور اس پر کذاب مرزا قادیانی کی اپنی دستی قلمی درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی کا ایک انتہائی شرمناک پیراگراف پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام! نہایت توجہ اور غور سے پڑھیں کہ کذاب مرزا قادیانی اپنے آقا انگریز گورنر بہادر کی کس طرح چاپلوسی و خوشامد کرتے ہوئے اپنی درخواست میں لکھتا ہے:

> ''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت سے گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی کہ وہ قدیم زمانے سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودا کی نسبت حزم اور تحقیق اور توجہ سے کام لے''

قارئین کرام! یہ ہے انگریز کی خودکاشتہ جھوٹی نبوت کی اصل حقیقت اور کذّاب مرزا قادیانی کا شرمناک وغلیظ کردار۔

(۸)　قادیانی جماعت کی تحریک پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں اور بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم کا اعلان ہوا تو قادیانیوں کی مکروہ گھناؤنی سازش اور چوہدری سرظفر اللہ خان قادیانی کے منافقانہ کردار کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیانیوں کا مرکز قصبہ قادیان واقع تھا کو پاکستان کے نقشہ سے نکال کر بھارت میں شامل کردیا گیا قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف یہ ایک خطرناک سازش تھی۔ کیونکہ ضلع گرداسپور نہ ملنے کی وجہ سے کشمیر بھی پاکستان سے کٹ گیا۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ کشمیر کا مسئلہ آج تک حل نہ ہوسکا۔ مزید تفصیلات جاننے کے لئے سرکاری دستاویزی کتاب ''پارٹیشن آف پنجاب'' ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۹)　امت مسلمہ کے خلاف قادیانیوں کی مسلسل سازشوں اور اسلام کی توہین اور تضحیک کی مسلسل روش اور بالخصوص ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بے گناہ نہتے مسلمان طلباء پر چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں کے وحشیانہ تشدد کے نتیجے میں پورے ملک میں ایک زبردست پُرامن احتجاجی تحریک اور ملک بھر کے مسلمانوں کے پُرزور مطالبے کے بعد جناب ذوالفقار بھٹو کے دورحکومت میں قومی اسمبلی مسلمانوں اور قادیانیوں کا مؤقف سننے اور فریقین کا تحریری مواد دیکھ کر غیر جانبدارانہ تجزیہ کر کے ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے مبارک وپُرمسرت دن متفقہ طور پر قادیانیوں اور ان کی لاہوری شاخ کو آئینی طور پر کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملت اسلامیہ سے خارج کردیا مگر قادیانی آج تک پارلیمنٹ کا فیصلہ ماننے سے انکاری اور باغی ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر بضد ہوکر اپنے کفریہ مذہب اور ناپاک عقائد کو اسلام کے مقدس نام پر پھیلانے میں مصروف ہیں۔

(۱۰)　آئین پاکستان کے تحت قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد جب آٹھویں ترمیم کے ذریعے ان پر شعائر اسلامی اختیار کرنے پر پابندی لگائی گئی تو انہوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں رٹ دائر کردی جس پر سپریم کورٹ کے فل بینچ نے قومی اسمبلی کی متفقہ آئینی قرارداد کی توثیق کرتے ہوئے اپنے تاریخی عدالتی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار ۱۹۹۹ SCMR1718ء کی رو سے قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اس فیصلے کی رو سے بھی کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی کے تحت تین سال قید کا مستوجب ہے۔ مگر قادیانیوں کی ہٹ دھرمی دیکھیں کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ تسلیم کرنے کی بجائے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے اور اپنے کفریہ مذہب کو اسلام کے نام سے پیش کرنے پر بضد ہیں اور عدالت عالیہ کا فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے مجرم ہیں۔

(۱۱)　　کذاب مرزا قادیانی نے اپنے خودساختہ انگریز نواز جعلی اور جھوٹی نبوت کا یہ سارا ڈرامہ اور چکر محض اس لئے چلایا تھا کہ انگریزی حکومت کی مدد کرے اور جہاد کے مقدس اسلامی فریضہ کو ختم کرے لہذا اس کذاب مرزا قادیانی نے اپنی شیطانی وحی اور الہام کے ذریعے یہ دجالانہ اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور تمام ہندوستانی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے انگریزی حکومت برطانیہ کی اطاعت کریں۔ اور اب جہاد ہمیشہ کے لئے حرام ہے لہذا جہاد کا خیال دل سے نکال دیں بطور ثبوت اس کذّاب قادیانی کا صرف ایک ہی جھوٹا شیطانی الہام پیش خدمت ہے۔

> ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہارات طبع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل، اور روم تک پہنچادیا ہے میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں''
>
> (تریاق القلوب صفحہ ۱۵، ب مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ جلد ۷، لاہور شمارہ ۱، ۱۹۸۴ء)

قارئین کرام سے مؤدبانہ عرض ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں کے پیش کردہ درج بالا حقائق کی روشنی میں وہ منصفانہ و غیر جانبدارانہ ذہن کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ جب قرآن و حدیث، تعامل صحابۂ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، اجماع امت، آئین پاکستان، سپریم کورٹ کے فیصلے اور عصر حاضر کے اسلامی ممالک کے تمام مسالک و مکاتب فکر کے نامور جیّد علمائے کرام کے فتویٰ کے علاوہ غیر مسلم عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق بھی قادیانی کافر و غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ انصاف اور دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ قادیانی پارلیمنٹ آف پاکستان اور سپریم کورٹ کا آئینی و قانونی فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے اپنی علیحدہ مذہبی شناخت و پہچان مرزائی یا قادیانی کی حیثیت سے کراتے اور اپنے آپ کو کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے، لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کی ڈھٹائی، ضد و ہٹ دھرمی کا مشاہدہ تمام دنیا کے سامنے ہے کہ وہ آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کا فیصلہ ماننے سے علانیہ انکاری و باغی ہیں۔ الٹا طرفہ تماشا یہ کہ وہ اپنے غیر مسلم کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور عالم اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اپنے خالص کفریہ قادیانی مذہب کو اسلام اور چودہ سوسالہ متواتر اور مسلسل اصلی اسلام کو کفر کہتے ہیں۔

خدارا انصاف فرمائیں کہ قادیانی اپنی اس ناجائز و غیر آئینی و قانونی مجرمانہ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے از روئے اسلام ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بدھ مت وغیرہ غیر مسلم کفار کی طرح ذمی اور سادہ کافر نہ رہے بلکہ زندیق، مرتد اور کافر قرار پائے اور اسلامی ریاست میں شرعاً زندیق، مرتد، کافر کی سزا موت ہے۔

قادیانیوں کے موجودہ غیر قانونی اور غدّ ارانہ طرز عمل و کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آئین پاکستان کے تحت کافر و غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اور سپریم کورٹ کے متفقہ تائیدی فیصلہ کے تحت بھی کافر و غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود قادیانیوں کا اپنے آپ کو کافر و غیر مسلم اقلیت کہنے اور سمجھنے کے بجائے زبردستی ضد و ہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے اپنے خالص کفریہ مذہب کو اسلام کے مقدس نام پر پیش کرنے اور پھیلانے و نا قابل معافی غیر آئینی اور غیر قانونی جرم عظیم کے باوجود آخر کس منطق یا دلیل سے مسلمانان پاکستان کے وطنی اور قومی بھائی قرار دیئے جانے کے مستحق بن سکتے ہیں؟

قادیانیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ علمائے کرام سے رُجوع کر کے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سنجیدگی اور شرافت سے قادیانیت کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کو ہدایت نصیب ہو اور آخرت کے درد ناک عذاب سے بچ سکیں یا آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو کافر و غیر مسلم اقلیت سمجھ کر اپنی مذہبی شناخت و پہچان الگ بنالیں۔ اور مسلمان کہلوانا چھوڑ دیں اور اپنے خالص کفریہ مذہب وعقائد کو اسلام قرار نہ دینے کا واضح تحریری وزبانی اعلان میڈیا و اخبارات کے ذریعے کر دیں تو اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہوگا۔ باوجود شرعاً زندیق اور مرتد کافر ہونے کے اقوام متحدہ کے چارٹر اور ملکی آئین و قانون میں دیئے گئے انسانی حقوق کے تحت ان کو حکومت کی طرف سے یہ رعایت حاصل ہے کہ ان کے تمام بنیادی انسانی وسماجی اور معاشرتی حقوق اور مراعات اور ان کی جان و مال عزت و آبرو کا تحفظ اور احترام، حکومت وقت کی اور مسلمانوں کی بھی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہوگی۔ جب کہ شروع سے لے کر آج تک ریاست کی طرف سے ان کو تمام انسانی وسماجی اور معاشرتی حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔ حتیٰ کہ کلیدی عہدوں پر آج بھی کئی قادیانی فائز ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ان کے خلاف کوئی نازیبا و نامناسب سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ملک کے اندر پُرامن شہری کی طرح محفوظ اور مامون ہیں۔ بالفرض اگر ان کے خلاف کوئی ناجائز و جارحانہ اور غیر قانونی فعل ہو جائے تو مجرموں کے خلاف عدالتی کارروائی ہوتی ہے اور ان کو قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے، لیکن اس کے برعکس مغربی ممالک اور بیرونی دنیا میں دن رات قادیانی یہ مذموم اور غلط پراپوگنڈا بھی کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے جو کہ سراسر سفید جھوٹ ہے۔

آخر میں نام نہاد روشن خیال قادیانی نواز نادان مسلمانوں سے استدعا ہے کہ وہ قادیانیوں کی موجودہ آئین شکن، غدّارانہ، باغیانہ اور غیر قانونی طرز عمل اور کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنانے کی دانش مندانہ اصلاحی جدوجہد کریں تاکہ مسلمانوں کے ساتھ قادیانی بھی پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے پُرامن، محفوظ اور خوشحال زندگی گزار سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا پیارا ملک ہمیشہ کے لیے امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی

میں شروع ہی سے قادیانیت کی تعلیم سے متاثر نہیں تھا

احرار کے نام سے اب بھی قادیانی خوفزدہ ہیں

سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار اسلام جرمنی) سے انٹرویو

انٹرویو: حکیم حافظ محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر

''سید منیر احمد شاہ بخاری پیدائشی قادیانی تھے، کئی سال قبل اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں داعیہ پیدا فرمایا اور وہ ظلمت و گمراہی سے نکل کر اسلام کی دولت سے نوازے گئے شیخ راحیل احمد رحمتہ اللہ علیہ کے رفقاء میں سے ہیں اور یورپ میں تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرارِ اسلام جرمنی کے امیر کی حیثیت سے ایک کردار ادا کر رہے ہیں گزشتہ دنوں پاکستان آئے تو مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی دعوت پر ۷/اپریل کو چیچہ وطنی میں منعقد ہونے والی احرار ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے یہاں تشریف لائے ہم نے ان کا قیمتی وقت غنیمت جانا اور انٹرویو کی شکل میں جو گفتگو ہوئی پیش خدمت ہے۔''

س: کہاں اور کس سن میں پیدا ہوئے؟

ج: کیرانوالہ ضلع گجرات ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوا۔

س: اپنی تعلیم کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

ج: لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد پولیس میں بھرتی ہو گیا۔

س: آپ مرزا قادیانی کی تعلیمات سے متاثر ہوئے یا پیدائشی قادیانی تھے؟

ج: میرے والدین قادیانی تھے۔ میں بھی پیدائشی قادیانی تھا۔ والدین قادیانی ہی فوت ہوئے۔ بہشتی مقبرہ چناب نگر (ربوہ) میں مدفون ہیں۔ میرے والد پولیس میں ملازم تھے۔ ہمارے والدین زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ انہیں قادیانیوں نے صرف یہ باور کرایا ہوا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی ہے۔

س: جب ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو آپ کہاں تھے؟

ج: ۱۹۷۴ء میں میں سرگودھا میں تعینات تھا۔ میرے دیگر پولیس والے ساتھی بھی ساتھ تھے۔ ہم اسی تحریک کے سلسلہ میں

امن وامان قائم رکھنے کے لئے وہاں موجود تھے۔اس دن میں علیحدہ پلیٹ میں کھانا کھانے لگا تو میرے دیگر ساتھی ناراض ہو گئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ اکٹھے کھاؤ! میں نے کہا کہ میں تو اب کافر ہو گیا ہوں۔تب انہوں نے کہا کہ ہم ابھی شور کرتے ہیں کہ یہ قادیانی کافر ہے۔تب میں نے ڈر کے مارے اکھٹے کھانا کھایا۔

س: آپ جرمنی کب اور کس طرح گئے؟

ج: میں مذہبی پناہ کے بہانے ۱۹۸۰ء میں جرمنی چلا گیا تھا۔وہاں ایک چھوٹا شہر ہے اوسنا بروک وہاں رہائش اختیار کی اور کپڑے کا کاروبار کیا۔

س: آپ کے مسلمان ہونے کی تفصیل کیا ہے؟

ج: میں شروع ہی سے قادیانیت کی تعلیم سے متاثر نہیں تھا البتہ چناب نگر آتا جاتا رہتا تھا۔وہاں مرزا طاہر اور مرزا ناصر کے ساتھ علیک سلیک بھی تھی۔میں اور میرا بھائی چناب نگر میں پراپرٹی اور سگریٹ ایجنسی کا کام کرتے تھے۔مرزا ناصر کا بیٹا مرزا فرید بھی ہمارا پارٹنر تھا۔جرمنی میں مقیم تھا تو ایک دفعہ خواب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کافی بزرگ تشریف فرما ہیں۔ایک طرف مرزا ناصر بھی کھڑا ہے۔میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ مرزا ناصر سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات نہیں کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ہماری تعلیمات کا انکار کرتا ہے'' اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا ہے۔اس پر میری آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی میرے باطن کی آنکھیں بھی کھل گئیں اسی دن صبح کو میں اپنے شہر (اوسنا بروک) کی مسجد میں گیا اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔

تحفظِ ختم نبوت کے لیے مجلس احرار کا شاندار کردار ہے

اسلام قبول کرنے پر قادیانیوں نے مجھے قتل کی دھمکیاں دیں

س: آپ کے خاندان میں اور کون مسلمان ہوا ہے؟

ج: ہم دو بھائی اور دو بہنیں ہیں لیکن فی الحال میں اکیلا ہی مسلمان ہوا ہوں۔میری بیوی اور دو بیٹے مسلمان ہیں۔دو بیٹے اور دو بیٹیاں ابھی تک قادیانی ہیں۔میری چھوٹی بچی مسلمان تھی اس کی شادی میرے بھانجے کے ساتھ ہوئی جو پہلے قادیانی تھا شادی کے وقت مسلمان ہو گیا تاہم اب دوبارہ مرتد ہوا۔یہ صرف خاندانی طور پر مشکلات پیش آنے پر دوبارہ مرتد ہوا ہے محنت جاری ہے امید ہے کہ مسلمان ہو جائے گا، ان شاءاللہ۔آپ بھی اس کے لیے دعا فرمائیں۔

س: بیرون ملک قادیانی کس طرح تبلیغ کرتے ہیں؟

ج: یورپی ممالک میں اکثر قادیانی خاندانی ہیں اور ان میں سے اکثریت کی بیویاں چناب نگر کی ہیں۔قادیانی اپنی عورتوں کو

بھی ''احمدیت، قادیانیت'' کی تعلیم دلواتے ہیں اور ان عورتوں کے ساتھ کوئی عام عالم دین گفتگو نہیں کر سکتا کیونکہ یہ عورتیں الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنسا کر الجھا دیتی ہیں، افریقی ممالک میں قادیانی پیسے کے زور پر وہاں پروگرام کرتے ہیں غریب لوگوں کی امداد راشن کی تقسیم، ہسپتال بنا کر مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ علاج اور راشن کے بہانے ان سے قادیانیت کا بیعت فارم مکمل کرواتے ہیں اور دنیا کو باور کراوتے ہیں کہ ہمارے لوگوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میرے وہاں جرمنی ہوتے ہوئے ایک دفعہ ایک عیسائی ہپی جو کہ شراب کے نشہ میں بے ہوش تھا قادیانی اس کو اٹھا کر لے گئے اس کا علاج کیا نہلایا کپڑے صاف پہنائے اور وہ عیسائی متاثر ہو کر قادیانی ہو گیا۔ اس کے علاوہ کوئی مسلمان فی الحال قادیانی نہیں ہوا۔ جرمنی، ڈنمارک، ناروے، سویڈن میں قادیانیوں کو حکومت کی طرف سے امداد ملتی ہے۔

س: جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کو قادیانیوں کی طرف سے کیا مشکلات پیش آئیں؟

ج: جب میں نے اسلام قبول کر کے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو قادیانیوں نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں اسی طرح میرا بھانجا جو دوبارہ قادیانی ہو گیا اس نے کہا کہ پاکستان جاؤ گے تو تمہیں مروا دونگا لیکن الحمدللہ میں زندہ ہوں، جرمنی میں عرب اور ترکی کے مسلمانوں نے مجھے حوصلہ دیا۔ پاکستانیوں نے ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ پاکستانیوں کے قادیانیوں نے ساتھ کاروباری تعلقات بھی ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں اس سلسلہ میں ہمیں وہاں کے مسلمانوں میں محنت کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد شیخ راحیل بھی مسلمان ہو گئے ہمارا آپس میں رابطہ ہوا تو ہم اکٹھے ہی پروگرام کرتے رہے۔ شیخ راحیل نے مرزا مسرور کو کھلا خط لکھا اسی طرح میں نے بھی مرزا مسرور کو بعض سوالات بھیجے آج تک ان کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ شیخ راحیل کا انتقال ہو گیا۔ اُن کی کمی بہت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے (آمین)۔

تبلیغ کے لیے احتجاجی انداز کی بجائے دعوتی اسلوب کی ضرورت ہے

س: آپ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی اسلام کی تبلیغ کے لئے جاتے ہیں؟

ج: جی ہاں میں ناروے، سویڈن، ڈنمارک بھی گیا ہوں۔ وہاں پروگرام کیے ہیں اور باقاعدہ اعلان کیا ہے کہ قادیانی آئیں اور میرے ساتھ مباحثہ کرلیں وہاں ریڈیو پر بھی میں نے لیکچر دیئے ہیں، انگلینڈ میں جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب، سہیل باوا صاحب (ختم نبوت اکیڈمی لندن) کے ہاں سے لٹریچر لا کر تقسیم کرتا رہتا ہوں

س: موجودہ حالات میں آپ مسلمانوں اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ج: سب سے پہلے تو میں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے عقائد ٹھیک کروائے جائیں اور ان کو قادیانیت کے بارے میں معلومات دی جائیں کہ کس طرح قادیانیوں سے بات کرنی ہے کیونکہ قادیانی جب بھی بحث مباحثہ کرتے ہیں تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کرتے ہیں آپ جب بھی کسی قادیانی سے بات کریں تو مرزا قادیانی کی ذات کو موضوع بحث بنائیں کہ وہ تو ایک شریف انسان کہلانے کے قابل بھی نہیں ہے۔ میڈیا کے

ذریعے لوگوں کو مرزا قادیانی کی اہلیت، عقائد اور کردار کو اجاگر کرنا چاہیے۔ بیرون ممالک اکثر مسلمان قادیانیوں کے ساتھ تعاون، لین دین، رشتہ داریاں کرتے رہتے ہیں اس کا سدباب ہونا چاہیے۔ میری علماء کرام سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ دعوتی اسلوب کی تہہ تک پہنچیں۔ دعوتی اسلوب کا مطالعہ کریں اور دعوتی اسلوب اپنائیں تو اِن شاء اللہ تعالیٰ بڑی تبدیلی آئے گی۔ احتجاجی اسلوب و انداز کی ہر وقت ضرورت نہیں ہوتی اِس انداز کو ضرورت کے مطابق ہی اختیار کرنا چاہیے۔

س: آپ ہم وابستگانِ احرار کے لئے کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

ج: شیخ راحیل احمد مرحوم کے توسط سے میرا رابطہ جناب عبداللطیف خالد چیمہ سے ہوا اور میں نے جرمنی بلکہ یورپ میں اِس محاذ پر کام شروع کر دیا حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی اور جناب سید محمد کفیل بخاری صاحب سے بھی رابطہ رہتا ہے، نظر آ رہا ہے کہ یہ اب پھر سے ٹیم ورک کی شکل بن رہی ہے، دیکھیے! احرار کا ایک ماضی ہے اور کردار ہے، تحفظ ختمِ نبوت کے پلیٹ فارم پر اپنے ماضی کی طرف نگاہ دوڑائیے اور نئی صف بندی کیجئے احرار کے نام سے اب بھی قادیانی خوفزدہ ہیں، آپ کو اپنے شاندار ماضی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور اس کے اعادے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے کہ دشمن بڑا مکار ہے۔

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کر دیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ توفیق و ترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز و سرپرستی سے نوازیں۔ شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت ☆ سید الاحرار (طبع دوم) ☆ اعتقادات مرزا

☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل
از شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953

ادارہ

اخبارالاحرار

شہدائے ختمِ نبوّت کانفرنس ملتان

ملتان (۳۱؍مارچ۲۰۱۱ء) **مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری** نے مولانا فضل الرحمٰن پر قاتلانہ حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اوراس کے حاشیہ برداراستعماری ممالک پاکستان میں دینی قیادت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دینی قوتیں ہی پاکستان میں امریکی مفادات کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ امریکہ دنیا کا سب سے بڑادہشت گرداور جارح ہے جس نے دنیا کا امن تباہ کردیا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی خودمختاری اور سلامتی کوامریکی دہشت گردی سے شدید خطرہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احراراسلام کے زیرِاہتمام شہداء ختم نبوت کانفرنس کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت وحدت امت کی ضمانت ہے۔ قادیانی پاکستان میں امریکہ واسرائیل کے ایجنٹ کے طور پر کام کررہے ہیں۔ حکومت قادیانیوں کو ہمارا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکے۔ قادیانی مسلمان ہوجائیں یا پھراپنی شناخت اپنے مذہب کے نام پر کرائیں اوردنیا کودھوکہ دینابند کریں۔

پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ **نوابزادہ منصوراحمد خان** نے کہا کہ حکمرانوں نے پاکستان کوامریکہ کا غلام بنا دیا ہے۔ موجودہ حکمران اللہ سے مدد بھی مانگتے ہیں تو امریکہ کی خوشنودی کی۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کا وجودخطرے میں ہے تمام سیاسی قوتوں کومل کر پاکستان کی آزادی وخودمختاری کی جدوجہد کرنی ہوگی۔

جماعت اسلامی پنجاب کے امیر **ڈاکٹر سید وسیم اختر** نے کہا کہ پاکستان پرانجمن غلامانِ امریکہ کی حکومت ہے۔ شمع ختم نبوت کے پروانے غلامی کی زنجیروں کوتوڑ دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ حکمران اپنی بزدلی کی بنیاد پرخاموش ہیں لیکن عوام خاموشی کو برداشت نہیں کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ حکمرانوں نے پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی امریکی قید سے چھڑانے کی بجائے قاتل ریمنڈڈیوس کو باعزت رہا کیا۔ قوم مہنگائی کی چکی میں پس رہی ہے اورحکمران عیاشیاں کررہے ہیں۔ دینی قوتیں امریکی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہوجائیں۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما **ڈاکٹر محمد عارف** نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن پر حملے کرنے والے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ مولانا تنہا نہیں، تمام دینی جماعتیں ان کے ساتھ ہیں۔

ماہنامہ ''الاحرار'' **سید محمد معاویہ بخاری** نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ قادیانی، پاکستان میں دہشت گردی کے امریکی نظام کے ایجنڈے پر کام کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی استعمار پوری منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمانوں کے عقائدواعمال، تہذیب وثقافت اور خاندانی نظام کوتباہ کررہا ہے۔ اورقادیانی آلۂ کار کے طور پراَیجنٹی کا کرداراداکررہے ہیں۔ دینی قوتوں کوبھی پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان قوتوں کے مقابلے میں بند باندھنا ہوگا۔

مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل **سید محمد کفیل بخاری** نے کہا کہ قادیانی ہیڈ کوارٹر چناب نگر کا آپریشن کیا جائے۔ چناب نگر میں دہشت گردی کے لیے ممنوعہ اسلحہ کے ذخائر موجود ہیں۔ گزشتہ دنوں چناب نگر کے ایک مسلمان صحافی رانا ابرار حسین کو قادیانیوں نے شہید کر دیا۔ قادیانی دہشت گرد دندنا رہے ہیں اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ملک میں امن وامان قائم کرنے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ کانفرنس میں **مولانا فضل الرحمٰن** پر قاتلانہ حملوں کے خلاف قراردادِ مذمت منظور کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ مولانا تحفظ فراہم کیا جائے۔ اور دہشت گرد حملہ آوروں کو گرفتار کیا جائے۔

احرار ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

چیچہ وطنی (۷/اپریل ۲۰۱۱ء) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کی یاد میں منعقدہ ایک روزہ ''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے مذہبی تعاقب کے ساتھ ساتھ سیاسی تعاقب کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے قادیانی فتنہ ملک کو عدم استحکام کی طرف دھکیلنے میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے اور اکھنڈ بھارت کے لئے کام کر رہا ہے چیچہ وطنی کی مرکزی جامع مسجد میں مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد کی صدارت میں منعقد ہونے والی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، خطیب اعظم مولانا محمد رفیق جامی (فیصل آباد)، اہلسنت والجماعت پاکستان کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، قاری محمد طیب حنفی (بورے والا)، مجلس احرارِ اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، حافظ محمد عابد مسعود اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انگریز سامراج نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا قادیانیوں نے اسلام پر بہتان لگانے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا انہوں نے کہا کہ فتنۂ اِرتداد کا علاج وہی ہے جو خلیفۂ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نافذ کیا تھا اِسلامی سزاؤں کے بارے ہرزہ سرائی بھی فکری اِرتداد ہے اس کا راستہ روکنے کے لئے ہم پوری قوت صرف کر دیں گے حافظ حسین احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ ایمان تقویٰ اور جہاد کو ماٹو بنانے والی فوج کو اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ اینٹی جہاد قوتیں کس کا کردار ادا کر رہی ہیں اور منکرین جہاد کس ذیل میں آتے ہیں انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف نے امریکہ کے تسلط کو مزید مضبوط بنانے کے لئے قومی سلامتی کو ذبح کر کے رکھ دیا انہوں نے کہا کہ آج افغانستان میں امریکہ اور اتحادی اپنے زخم چاٹ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اور تحفظ ختم نبوت کا محاذ اتحاد پیدا کرتا ہے اور اختلاف ختم کرتا ہے پوری ملت اسلامیہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ایک ہی کردار اور رائے رکھتی ہے انہوں نے کہا کہ بھٹو دور کی اسمبلی نے قادیانی جماعت کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا پورا موقع دیا اور اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اس فیصلے سے انحراف دستور سے بغاوت اور ملک سے غداری ہے انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک نے کہا تھا کہ میرے سامنے کوئی توہین

رسالت کا مرتکب ہوتو میں اس کو گولی ماردوں انہوں نے کہا کہ غور کرنا چاہیے کہ کہیں ممتاز قادری نے عبدالرحمٰن ملک کے حکم کی تعمیل تونہیں کی ! مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کا کام اور ختم نبوت کانفرنسیں اپنے عقیدے کے ساتھ تعلق کا تسلسل ہیں انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال مرحوم نے جواہر لال نہرو کولکھا تھا کہ نبی تبدیل ہونے سے وفاداری کا مرکز تبدیل ہو جاتا ہے۔انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے آپ کو دستورِ پاکستان کے مطابق غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ قادیانی سازشی ٹولہ ہے جو یہودی سوچ اور یہودی فکر کی طرز پر اپنے آپ کو منظّم کررہا ہے انہوں نے کہا کہ ربوہ میں حکومتی رٹ کو مسلسل چیلنج کیا جا رہا ہے حکومت اپنی رٹ قائم کرنے کے نام پر جو اقدامات کررہی ہے اس کو قادیانی جماعت کا متوازی سسٹم اور ریاست کے اندر ریاست کے انداز میں قادیانی تنظیموں کا منظّم ہونا کیوں نظر نہیں آرہا انہوں نے کہا سوات میں رٹ قائم کرنے کے نام پر خون ریزی کرنے والے ربوہ میں آپریشن سے کیوں گریزاں ہیں مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثال کامیابی ضرور حاصل ہوئی لیکن عالمی ایجنڈا وہیں ہے انہوں نے کہا کہ قوم تحفظ ناموس رسالت کے محاذ پر متفقہ مؤقف دے کر ایک وِکٹ ضرور جیتی ہے مگر میچ جیتنا ابھی باقی ہے اور اس کے لئے جُہد مسلسل کی ضرورت ہے ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ اہلسنت والجماعت تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرارِ اسلام کی پون صدی سے زائد عرصے پر محیط خدمات کی معترف ہے اور تحفظِ ناموس صحابہ کو تحفظ ناموس رسالت کا راستہ تصور کرتی ہے انہوں نے کہا کہ مُنکرین ختم نبوت اور مُنکرین صحابہ بیرونی سرمائے پر بیرونی ایجنڈے کے لئے کام کررہے ہیں سابق قادیانی سید منیر احمد شاہ بخاری نے کہا کہ میں 55 سال قادیانی رہا لیکن مرزا کی نبوت کا یقین نہیں آیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مزین ایک مبارک خواب مجھے ظلمت وگمراہی سے نکال کر اسلام کے دامن میں پناہ دینے کا ظاہری سبب بنا انہوں نے کہا کہ جرمنی کے ایک شہر کے میئر نے قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پھر کسی تقریب میں قادیانیوں کو بطور مسلم کمیونٹی مدعو نہیں کیا ،انہوں نے بتایا کہ مفادات اور لالچ دے کر قادیانی لوگوں کو گمراہ کر لیتے ہیں ہمیں زیادہ باخبر رہنے کی ضرورت ہے عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تاریخ کے ریکارڈ پر ہے کہ بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ ”قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے“ ،انہوں نے کہا کہ ۱۵/ مارچ کو چناب نگر میں سینئر صحافی رانا ابرار حسین چاند کے قتل کے اصل محرکات کو چھپایا جارہا ہے رانا ابرا حسین شہیدِ صحافت وشہیدِ ختم نبوت ہیں قادیانی یہ نہ سمجھیں کہ زمینی حقائق کی روشنی میں رانا ابرار حسین کا کردار ختم ہوجائے گا ،انہوں نے کہا کہ ربوہ میں ریاست کے اندر متوازی ریاستی نظام قائم ہے اور قادیانیوں نے اپنی عدالتیں قائم کررکھی ہیں دہشت گردوں کو ربوہ میں تربیت دی جاتی ہے رانا ابرار حسین کے قادیانی قاتل نے اقرار کیا ہے کہ اُسے اسلحہ صدر عمومی جماعت احمدیہ نے فراہم کیا تھا انہوں نے مطالبہ کیا کہ قاتلوں کے اصل سر پرستوں کو گرفتار کیا جائے سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام 86 سال سے توحید وختم ِنبوت اور اُسوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کا تحفظ کررہی ہے اور نامساعد حالات کے باوجود ضروری ہے کہ قوم بلیک واٹر اور ریمنڈ ڈیوس جیسے امریکی جاسوسوں سے اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہو کانفرنس

میں اِس عزم کا اظہار کیا گیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے لئے مجلس احرارِ اسلام اپنا کردار جاری رکھے گی اور اس محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں سے اشتراکِ عمل بڑھایا جائے گا کانفرنس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، قومی سلامتی اور ملکی دفاع کے حوالے سے حکومت اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے، حکومتی اتحاد اور اپوزیشن اپنی صفوں سے قادیانیوں اور قادیانی نواز عناصر کو نکال باہر کرے، امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے ربوہ میں کام کرنے والے مسلم اداروں اور تنظیموں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور آزادانہ فضا میں کام کرنے کے لئے قانونی تحفظ دیا جائے، کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ چناب نگر (ربوہ) کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

نئی مردم شماری میں قادیانیوں کا نام غیر مسلم اقلیتوں کے خانے میں درج کیا جائے

لاہور (۱۱راپریل ۲۰۱۱ء) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے حکومت اور محکمہ شماریات کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ نئی مردم شماری اور خانہ شماری میں ملک بھر کے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کا شمار قانون کے مطابق غیر مسلم شہریوں کے کالم میں کیا جائے اور ان کی حقیقی آبادی/تعداد دنیا کے سامنے لائی جائے ایک بیان میں عبداللطیف خالد چیمہ نے محکمہ شماریات کے ڈائریکٹر جنرل سے کہا ہے کہ لاہوری وقادیانی مرزائی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھوا کر دستور و آئین سے انحراف کرتے ہیں اور پھر اس سے قادیانیوں کی صحیح تعداد و آبادی کا تعین بھی نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور متعلقہ اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ نئی مردم شماری اور خانہ شماری میں چناب نگر سمیت ملک بھر میں اس کا اہتمام کریں تاکہ قادیانی اس مردم شماری اور خانہ شماری میں حسب قانون حصہ لیں اور غیر مسلم کے کالم میں اندراج کو یقینی بنائیں، خالد چیمہ نے دینی جماعتوں اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں اِس بات پر نظر رکھیں کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمانوں کی فہرست میں درج نہ کرا سکیں۔

قادیانیوں نے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی مخبری کی

لاہور (۱۱راپریل ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے الزام عائد کیا ہے کہ لاہور میں ایم کیو ایم کے جلسہ کے لئے قادیانی جماعت نے اپنے سربراہ مرزا مسرور احمد کی خصوصی ہدایت پر نہ صرف شرکت کی بلکہ اس کی مہم چلائی اور فنڈنگ کے لئے بھی کردار ادا کیا مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات قاری محمد یوسف احرار نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا مسرور احمد نے ۱۲رستمبر ۲۰۰۸ء کی اپنی ہفتہ وار تقریر میں اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ایم کیو ایم کی حمایت کریں اور الطاف حسین کا ساتھ دیں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ ''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے'' خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ''پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی مُخبری امریکہ کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے کی تھی'' انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے تعاون سے کام کرنے والے بتائیں کے وہ کس کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قانون ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین عالمی ایجنڈے کی زد میں ہیں اور بعض قوتیں ان قوانین کو سبوتاژ کرانے کے لیے عالمی قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

سعودی عرب کے خلاف مہم عالمی استعماری ایجنڈا ہے:

لاہور (۱۴/اپریل ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ سعودیہ مخالف پراپگنڈہ کی آڑ میں حرمین شریفین کے تقدس کو مجروح کرنے کی خطرناک سازشوں کے خلاف پوری ملت اسلامیہ کا ایک ہی مؤقف اور رائے ہے۔ اپنے بیان میں مجلس احرارِ اسلام کی قیادت نے کہا ہے کہ ایران کی طرف سے فتنہ وفساد کا انداز عبداللہ ابن ابی اور عبداللہ ابن سبا کی اسلام دشمن تحریکوں کی چغلی کھا رہا ہے امت مسلمہ کو بیدار ہو کر یہودی سازش کا حقیقی ادراک کرنا چاہیے مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور قاری محمد یوسف احرار نے اپنے بیان میں کراچی میں سرکردہ علماء کرام کے اجلاس کا خیر مقدم کرتے ہوئے مشترکہ اعلامیے کی مکمل تائید وحمائت کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ استعماری قوتیں مسلمانوں کے مرکزِ عقیدت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ٹارگٹ کر کے سعودی عرب کے خلاف جارحانہ فضا بنا رہے ہیں اور ایران کھل کر اِس استعماریت کی حمایت کر رہا ہے یہیں سے واضح ہوتا ہے کہ ایران سعودی عرب کے امن کے درپے ہے مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے قافلۂ حق کو تجویز پیش کی ہے کہ ملک بھر میں ''تحفظ حرمین شریفین کانفرنسوں'' کا انعقاد ہونا چاہیے اور امریکی استعماریت اور ایرانی رافضیت کے سامنے مشترکہ بند باندھنا چاہیے۔

حکومت، ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ مؤقف اختیار کرے:

لاہور (۱۴/اپریل ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کا کہنا کہ ''ڈرون حملوں کے خلاف ججوں اور جرنیلوں کو قوم کے ساتھ میدان میں آنا ہوگا'' نوشتۂ دیوار ہے اور ہمیں خوشگوار حیرت ہے کہ شہباز شریف نہ جانے کس مصلحت کے تحت سچی باتیں بھی کرنے لگے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ڈرون حملوں کو روکے بغیر ملک سے دہشت گردی ختم نہیں ہوسکتی لہٰذا صرف ججوں اور جرنیلوں کو نہیں حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی صورتحال کا حقیقی ادراک کرتے ہوئے ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ مؤقف اختیار کر کے جرأت سے کھڑے ہو جانا چاہیے کہ اور امریکی تسلط کو اتار پھینکنا چاہیے۔

قانون توہین رسالت کے خلاف امریکی مہم اسلام دشمنی ہے

لاہور (۱۵/اپریل ۲۰۱۱ء) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے امریکی نائب سیکرٹری خارجہ مائیکل ایچ پوسنر کی وزارتِ خارجہ کی جانب سے جاری سالانہ اِنسانی حقوق کی رپورٹ میں پاکستان میں موجود قانون تحفظ ناموس رسالت پر تنقید کو مسترد کرتے ہوئے اِسے بلا جواز اور پاکستان کے مذہبی واندرونی معاملات میں جارحانہ مداخلت سے تعبیر کیا ہے ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کے تحفظ کا قانون قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا اس پر اجماع واتفاق ہے اور گزشتہ مہینوں میں جاری تحریک تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوری دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی اپنی اس کمٹمنٹ پر نہ

صرف قائم ہے بلکہ اس کو اپنے ایمان وعقیدے کی بنیاد تصور کرتا ہے خالد چیمہ نے کہا کہ اقوام متحدہ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے تحفظ کا قانون بین الاقوامی سطح کے لئے منظور کرنا چاہیے، انہوں نے کہا کہ توہین انبیاء کا حق مانگنے والے دنیا کو بدامنی کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں دریں اثناء ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان نے ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP) کی رپورٹ کو یکطرفہ اور جانبدارانہ قرار دیا ہے فاؤنڈیشن کے سیکرٹری جنرل فاروق ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر فکری اِرتداد پھیلایا جارہا ہے اور قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف آزادانہ مہم کو آزادیٔ رائے سے تعبیر کر کے 2 ارب مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کے خلاف مہم چلائی جارہی ہے ،فاروق ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ لاہوری وقادیانی مرزائی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیتی دائرے میں لانے کی بجائے دستور کے خلاف بغاوت پر مبنی رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں انہوں نے مطالبہ کیا کہ ربوہ میں ۱۵ ؍مارچ ۲۰۱۱ء کو قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے سینئر صحافی رانا ابرار حسین چاند کے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور ربوہ میں قانون کی حکمرانی قائم کی جائے۔

شیخ عبدالواحد (گلاسگو) کی والدہ کا انتقال

چیچہ وطنی (۱۶؍اپریل ۲۰۱۱ء) چیچہ وطنی کے ممتاز سیاسی وسماجی رہنما شیخ عبدالغنی کی اہلیہ اور احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد کی والدہ ماجدہ ۱۶؍ اپریل کو گلاسگو میں انتقال کر گئیں ۔مرحومہ کی نماز جنازہ اتوار کو بعد نماز ظہر گلاسگو کی مرکزی جامع مسجد میں ادا کی گئی ،جس میں سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کے مختلف شہروں سے مسلم کمیونٹی نے بڑی تعداد میں شرکت کی بعد نماز عصر مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے اجتماعی دعائے خیر کرائی گئی ۔مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری ،سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ ،سید محمد کفیل بخاری ،مفتی ہارون مطیع اللہ (کراچی) کے علاوہ چیچہ وطنی کے دینی وسیاسی اور سماجی وصحافتی حلقوں اور ممتاز شخصیات نے مرحومہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے علاوہ ازیں احرار ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ ،ختم نبوت اکیڈمی لندن کے عبدالرحمٰن یعقوب باوا، سہیل باوا، ختمِ نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم کے ڈائریکٹر مولانا امداد الحسن نعمانی ،محمد اکرم راہی، سید خالد مسعود گیلانی، محمد اشرف اور حافظ ظہور الحق نے بھی شیخ عبدالغنی اور شیخ عبدالواحد سے تعزیت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحومہ ایک زاہدہ وعابدہ اور نیک سیرت خاتون تھیں ۔دریں اثناء دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی میں مرحومہ کی مغفرت کے لیے اجتماعی دعائے خیر کرائی گئی۔

عبدالستار ایدھی کی طرف سے قادیانیوں کی حمایت قابلِ مذمت ہے

لاہور (۲۰؍اپریل ۲۰۱۱ء) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے کہا ہے کہ مُحسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہی دنیا وآخرت میں فلاح ونجات کی ضامن ہے مسلمانوں کا مرکزِ عقیدت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی خُلفاء کی تحریروں کو جناب عبدالستار ایدھی پڑھیں اور پھر فرمائیں کہ قادیانیت انسانیت کی علمبردار ہے یا انسانیت کی دشمن! ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد لکھتا ہے اور اپنے آپ کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے انہوں نے کہا کہ مسٹر ظفر اللہ خاں نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا مرزا بشیر الدین محمود نے

بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانے کی سازش کی تھی 1953ء اور 1974ء میں ہزاروں فرزندانِ اسلام کو ذبح کر دیا گیا 1984ء سے لیکر 2010ء تک متعدد مسلمانوں کو قادیانیوں نے اپنے ظلم کا نشانہ بنایا خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی جماعت اپنے دام فریب میں لانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے اور عبدالستار ایدھی ایسے ہی قادیانی ہتھکنڈے کا بری طرح شکار ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت سے ایوارڈ اور خطیر رقم لینا دینی غیرت وحمیت کے خلاف ہے قادیانی جماعت کے بارے میں بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ ''یہ پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے'' انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکہ کو فراہم کئے قادیانیوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے کہا کہ یہ ملک وملت کے غدار ہیں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ''محبت سب کے لئے'' قادیانیوں کا دجل ہے اور اس کی آڑ میں نفرتیں پیدا کر رہے ہیں انہوں نے عبدالستار ایدھی سے کہا کہ وہ اسلام اور وطن کے غداروں سے تعلق ختم کرنے کا اعلان کریں اور ایوارڈ اور رقم قادیانیوں کو واپس کریں۔

امریکا، توہینِ قرآن کرنے والے ملعون پادری کو سزا دے

لاہور (۲۱/ اپریل ۲۰۱۱ء) اسلامی شعائر کی حفاظت کیلئے امتِ مسلمہ کا متحد ہونا بے حد ضروری ہے قرآن پاک کی بے حرمتی ایک سوچی سمجھی سازش ہے یہ سب کچھ امریکہ اور عالم کفر کی نگرانی میں ہوا قرآن پاک کی بے حرمتی پر مسلم اُمہ کے حکمرانوں کی خاموشی لمحہ فکریہ ہے امریکی پادری نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک خلیج پیدا کر دی ہے ملعون پادری کا گھناؤنا کردار نفرتوں کو ہوا دینے کیلئے ہے عالم اسلام کو کمزور سمجھنے والا امریکہ میرے اللہ خالق ومالک کی گرفت کو کمزور نہ سمجھے ٹیری جونز پادری کی اس ناپاک حرکت سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ غیر مسلم کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے پادری کی اس قبیح حرکت کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس نے ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام شالیمار ٹاؤن کی نئی شاخ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے قرآن پاک کو جلانے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ عیسائی پادری اور اس کی شیطانی عدالت کو توہین قرآن پاک کرنے پر قرار واقعی سزا دی جائے بلکہ ان کو مسلم ممالک کے حوالے کیا جائے جو ان کو سزا دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ چناب نگر (ربوہ) کے اندر قتل ہونے والے صحافی رانا ابرار حسین کے قاتلوں کو فی الفور پکڑا جائے اور ان کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

ملعون پادری امریکی ایجنٹ ہے

لاہور (۲۳/ اپریل) عالم اسلام امریکی پادری کی ناپاک جسارت کیخلاف اٹھ کھڑا ہو مسلمان اپنی مقدس کتاب کی بے حرمتی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے قرآن مجید کی حفاظت کیلئے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینگے کتاب الٰہی کو شہید کرنا سب سے بڑی دہشت گردی ہے فلوریڈا میں اس واقعہ سے مذہبی رواداری کے نام نہاد علمبرداروں کا مکروہ چہرہ کھل کر دنیا کے سامنے آ گیا ہے ملعون پادری ٹیری جونز نے قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) نذر آتش کر کے اس صدی کی سب سے بڑی دہشت گردی کی ہے اگر انسانی حقوق کے اداروں نے امریکی حکمرانوں کو اس پادری کو عبرت ناک سزا دینے پر مجبور نہ کیا تو

امت مسلمہ کوئی بھی انتہائی فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس نے کیا انہوں نے کہا کہ کفریہ طاقتیں اسلام کی بڑھتی مقبولیت سے خوفزدہ ہیں کتاب اللہ کی تعلیمات سے بوکھلاہٹ کا شکار صیہونی قرآن مجید کو جلانے پر اتر آئے کفریہ طاقتیں اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھ کر ہوش حواس کھو بیٹھیں ہیں قرآن پاک کو جلانا حضرت مریم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔انہوں نے دہشت گرد پادری کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی کو مسلم حکمرانوں کے منہ پر شرمناک طمانچہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ مسلم حکمرانوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو کافر قوتیں ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے ایک ایک کر کے مسلم ممالک پر قبضہ کر لیں گے۔

پنجند میں قادیانیوں کی غیر قانونی عبادت گاہ کی تعمیر روک دی گئی

تلہ گنگ (۲۴/اپریل) مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے رہنماؤں ملک حاجی محمد صدیق، مولانا تنویر الحسن اور ڈاکٹر محمد عمر فاروق نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام، ''پچنند'' کی طرح آئندہ بھی منکرینِ ختم نبوت کی سازشوں کو ناکام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی دیرینہ تاریخی روایات وخدمات کا تسلسل برقرار رکھے گی۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔جس کے لیے کسی بھی قربانی وایثار سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ قادیانی امت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر مان کر اسلام کے بنیادی عقیدہ میں نقب زنی کرنے مذموم کوشش کی، لیکن مسلمانوں نے علماء کرام کی قیادت میں اُن کی ہر مکروہ سازش کو ناکام بنا کر عشق رسالت کا حق ادا کیا اور ہم آئندہ بھی اُن کے ناپاک ارادوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے گزشتہ چند روز سے قصبہ پچنند میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین جاری کشیدگی کی تفصیلات سے اخباری نمائندوں کو آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ مسلسل دو ہفتوں سے قادیانی ایک وسیع خطۂ اراضی پر اپنی غیر قانونی نئی عبادت گاہ اور قادیانی جماعت کے دفاتر کی تعمیر کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے۔جس سے علاقہ بھر میں شدید کشیدگی پیدا ہوئی اور شدید تصادم کے خطرات لاحق ہو گئے، لیکن مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی بروقت مداخلت، علاقہ کے ذمہ داران اور معززین کی فوری کاروائی سے تصادم کا خطرہ ٹل گیا اور شدید عوامی دباؤ پر قادیانی اپنے غیر قانونی منصوبہ جات کی تکمیل سے ایک تحریری معاہدہ کے تحت دستبردار ہونے پر مجبور ہو گئے۔اہل علاقہ نے اس تاریخی کارنامے پر مجلس احرار اسلام سمیت تمام دینی جماعتوں اور معززین قصبہ کے فعال کردار کو سراہتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کی ہے۔

سیکولر سیاستدانوں کی سیکولر سیاست نے ملک کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے

لاہور (۲۳/اپریل ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ دھلی جا کر قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرنے کی بات کرنے والے اسفند یار ولی جیسے سیاستدانوں کی سیکولر انتہا پسندی سے ملک کو خطرہ ہے یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور اسلام کے عملی نفاذ سے ہی قائم رہ سکتا ہے انہوں نے کہا کہ عدم تشدد کے پردے میں اسفند یار ولی دراصل تشدد کو ہوا دے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اسلام امن

کا ضامن ہے اسلامی تعلیمات اور اسلامی قوانین کی مخالفت کرنے والے ملک کو انارکی کی طرف دھکیل رہے ہیں سیکولر سیاستدانوں کی سیکولر سیاست نے ملک کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے شہری بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لئے تڑپ رہے ہیں۔

شعبہ تحقیق وتصنیف جامعہ کراچی کے سربراہ جناب سید خالد جامعی کی دارِ بنی ہاشم میں آمد اور خطاب:

شعبہ تحقیق وتصنیف جامعہ کراچی کے سربراہ شہرہ آفاق ''جریدہ'' کے مدوّن ومرتب اور ''ساحل'' کے مدیر جناب سید خالد جامعی ۲۷/ مارچ ۲۰۱۱ء کے شام ملتان تشریف لائے اور مرکز احرار دارِ بنی ہاشم میں قیام فرمایا۔ مدیر ''نقیب ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری کی میزبانی میں بعد نمازِ عشاء ایک علمی وفکری نشست کا اہتمام ہوا۔

محترم سید خالد جامعی کے علمی شخصیت کئی حوالوں سے معروف ہے لیکن مغربی فکر وفلسفہ کی مبادیات واہداف اُن کا خاص موضوع ہے۔ انھوں نے عنوانات ذیل پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی۔

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کا ایجنڈا (۲) اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ (۳) تاریخ اور فلسفہ

اس نشست میں مدیر ''الاحرار'' جناب سید محمد معاویہ بخاری، مدیر ''الخیر'' مولانا محمد ازہر، رکن ادارہ ''ایقاظ'' جناب عمران صدیقی، محترم حافظ عابد مسعود (چیچہ وطنی)، جناب طیب علی تگہ، محترم پروفیسر توحید الرحمٰن، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء المنان بخاری اور دیگر دانش وروں نے شرکت کی۔

محترم خالد جامعی کی گفتگو رات گئے تک جاری رہی۔ انھوں نے محترم شرکاء کے سوالات کے تفصیلی جوابات دیے۔ اگلے روز سید کفیل بخاری کے ہمراہ ''ادارہ خیر المعارف'' میں تشریف لے گئے۔ الخیر پبلک سکول کے پرنسپل، ممتاز شاعر جناب میجر (ر) محمد سعید اختر صاحب اور مولانا محمد ازہر کے علاوہ دیگر اراکین ادارہ سے ملاقات میں شرکاء کے نہایت اہم علمی وتاریخی سوالات پر گفتگو فرمائی۔ آپ دوروز کے لیے ضلع وہاڑی تشریف لے گئے اور وہاں منعقدہ علمی وفکری نشستوں میں خطاب کیا۔ ۳۰/ مارچ کو دوبارہ دارِ بنی ہاشم تشریف لائے قائد احرار، ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ اور دیگر احباب سے ملاقات کے بعد آپ کراچی تشریف لے گئے۔

مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، دارِ بنی ہاشم میں:

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندارجمند مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اپنے دس رفقاءِ سفر کے ہمراہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۱ کو دارِ بنی ہاشم ملتان تشریف لائے۔ قائد احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ سے ملاقات میں انھوں نے جس محبت واخلاص کا اظہار فرمایا اس میں ان کے عظیم والد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک موجود تھی۔ انھوں نے نمازِ ظہر دارِ بنی ہاشم میں ادا کی اور کچھ دیر قیام کے بعد تشریف لے گئے۔

مدیر ''نقیب ختم نبوت''، سید محمد کفیل بخاری، سید عطاء المنان بخاری اور مفتی سید صبیح الحسن کے علاوہ دیگر حضرات بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، اُن کی حفاظت فرمائے اور اپنے عظیم والد کے نقش قدم پر چلائے (آمین)

انتخابات مجلس احرارِ اسلام

● مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ

نذر حسین ڈوگر (سرپرست)　　حافظ محمد اسماعیل (امیر)
چودھری محمد نذیر (نائب امیر)　　مولانا فضل محمد (نائب امیر)
حافظ محکم الدین (ناظم اعلیٰ)　　محمد افضل (نائب ناظم)
حافظ عبدالوحید (ناظم نشریات)　　محمد اسامہ (خازن)

مقامی مجلس شوریٰ

۱۔حافظ محمد اسماعیل ۲۔حافظ محکم الدین ۳۔قاری عبیدالرحمٰن ۴۔قاری محمد شریف ۵۔قاری عبدالرحمٰن ۶۔محمد ارشد

● مجلس احرار اسلام بورے والا

قاری ظہور احمد (سرپرست)　　عبدالشکور احرار (امیر)
محمد طارق جوئیہ (ناظم)　　محمد نوید طاہر (ناظم نشریات)

مقامی مجلس شوریٰ

۱۔صوفی عبدالشکور　۲۔محمد نوید طاہر　۳۔غلام رسول　۴۔محمد طارق جوئیہ　۵۔حافظ محمد شفیق
۶۔حاجی غضنفر حسین　۷۔رانا محمد خالد　۸۔حافظ ظہور احمد

● مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ

محمد عالم (سرپرست)　　محمد خاور جاوید بٹ (امیر)　　حافظ محمد اکمل (ناظم)
شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی (ناظم نشر واشاعت)　　محمد ایوب (خازن)

مقامی مجلس شوریٰ

۱۔محمد صادق　۲۔عمر فاروق　۳۔حبیب الرحمٰن　۴۔ارشد محمود　۵۔طاہر محمود

● مجلس احرار اسلام اٹک

مولانا زکریا کلیم اللہ (امیر)　　قاری عبدالحئی حماداللہ (ناظم اعلیٰ)

ساجد محمود　　　　　(ناظم نشر واشاعت)

● مجلس احرار اسلام جھنگ

میاں عبدالغفار احرار　(امیر)　مولانا قاری محمد اصغر عثمانی　　(نائب امیر)

مولانا قاری عزیز الرحمٰن مجاہد　　(ناظم اعلیٰ)　　مولانا عمر دراز نہرہ　　(نائب ناظم اعلیٰ)

محمد انور سعید مغل　　(ناظم نشر واشاعت)　حاجی محمد افضل مغل　　(خازن)

● مجلس احرار اسلام لاہور

لاہور (۲۸؍ مارچ ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام کے اراکین کا اجلاس برائے انتخاب ضلع لاہور آج ۲۸؍ مارچ ۲۰۱۱ء سوموار بعد نماز عشاء دفتر احرار 69 سی نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور میں ملک یوسف کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا قاری محمد قاسم نے تلاوت کی۔ میاں محمد اویس (مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام) نے شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جماعت کا تعارف پیش کیا۔ انتخاب کیلئے درج ذیل نام پیش کیے گئے جن کی متفقہ طور پر تمام شرکاء نے تائید کی۔

☆ امیر / صدر:۔ حاجی عبدالقدیر بٹ صاحب

☆ سیکرٹری جنرل:۔ افتخار احمد بھٹہ صاحب

☆ سیکرٹری نشر واشاعت:۔ ڈاکٹر ضیاء الحق قمر صاحب

☆ نائب امیر:۔ حاجی محمد لطیف صاحب، ملک محمد یوسف صاحب

☆ نائب ناظم:۔ قاری عبدالعزیز صاحب، قاری محمد قاسم صاحب

☆ نائب ناظم نشریات:۔ یاسر عبدالقیوم، محمد عاطف بیگ، اُسید قوی

مجلس شوریٰ:۔ میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف، محسن نثار، اکمل شہزاد، خالد رضا، رانا حبیب اللہ، محمد ایوب بٹ، حبیب احمد، خالد جانباز، امجد حسین وائیں

اجلاس سے سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے ٹیلیفونک خطاب میں تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا جماعت کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جماعتِ لاہور کا مضبوط ہونا بے حد ضروری ہے اس کے اثرات پورے پاکستان اور عالمی سطح پر ختم نبوت کے حوالے سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ قاری محمد یوسف کی دعا سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

● مجلس احرار اسلام، داتا گنج بخش ٹاؤن

لاہور (۲۳؍ مارچ ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کا انتخابی اجلاس زیر صدارت جناب ملک محمد یوسف صاحب ہوا جس میں مندرجہ اراکین ومعاونین نے شرکت کی بعد ازاں حسب ذیل عہدیداران کا چناؤ ہوا۔

صدر: خواجہ محمد شفیق　　ناظم: امجد وائیں　　سیکرٹری نشر واشاعت: زبیر احمد

مجلس عاملہ:

۱۔محمد شفیق بٹ ۲۔خالد بشیر بٹ ۳۔محمد سعید رفیق ۴۔زبیر احمد ۵۔زرفشان احمد ۶۔امجد حسین وائیں ۷۔عبدالبصیر ۸۔محمد اعجاز ۹۔سیف الرحمٰن ۱۰۔حبیب الرحمٰن ہاشمی ۱۱۔ملک محمد یوسف ۱۲۔میاں محمد اویس ۱۳۔قاری محمد یوسف

● مجلس احرار اسلام، سمن آباد ٹاؤن

لاہور (۱۷؍ مارچ ۲۰۱۱ء) جامعہ فتحیہ ذیلدار روڈ اچھرہ میں مجلس احرار اسلام حلقہ سمن آباد ٹاؤن کے اراکین کا اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت قاری عبدالمجید صاحب نے کی میاں محمد اویس (مرکزی نائب ناظم) نے انتخاب کے لیے نام پیش کیے۔ تمام اراکین کی متفقہ رائے سے درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

امیر:۔ قاری محمد قاسم　ناظم:۔ قاری عتیق الرحمٰن　　سیکرٹری نشریات:۔ محمد یاسر عبدالقیوم

نائب امیر:۔ قاری محمد اکرم　　نائب ناظم:۔ سمیع اللہ، ثاقب افتخار　نائب ناظم نشریات:۔ اسید قوی

مجلس عاملہ:۔ قاری عبدالعزیز صاحب، محمد عاطف بیگ، ڈاکٹر ضیاء الحق۔ قاری عبدالمجید کی دعا سے اجلاس کا اختتام ہوا۔

● مجلس احرار اسلام چنیوٹ:

مجلس احرار اسلام چنیوٹ کا اجلاس مولانا محمد مغیرہ (امیر دارالمبلغین، خطیب مسجد احرار چناب نگر) کی صدارت اور تلاوت سے شروع ہوا۔ اجلاس میں متفقہ فیصلہ سے درج ذیل حضرات کو مقامی جماعت کا عہدیدار منتخب کیا گیا۔

امیر:　صوفی محمد علی احرار　　نائب امراء:　حافظ محمد یٰسین، محمد حنیف معاویہ

ناظم:　قاری محمد ارشد　　نائب ناظمین:　عبداللطیف ناز، حافظ شاہد نواز

ناظم نشر واشاعت:　مولانا محمد طیب چنیوٹی　نائب ناظم نشر واشاعت:　محمد ساجد، محمد صفدر معاویہ

● مجلس احرار اسلام چناب نگر:

امیر:　احمد یار خان　　نائب امراء:　محمد اظہر، منصب علی

ناظم:　مہر ھیتم علی　　نائب ناظمین:　مبشر احمد، ظفر عباس

ناظم نشر واشاعت:　غلام مرتضیٰ　نائب ناظم نشر واشاعت:　اظہر عباس، محمد ظفر

مقامی مجلس شوریٰ:

مولانا محمد مغیرہ، یاسر، ابوبکر، یٰسین، محمد انور، محمد مظہر

ادارہ

مسافرانِ آخرت

حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمۃ اللہ علیہ:

ممتاز عالم دین، استاذ القراء حضرت مولانا قاری شریف احمد ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، ۲۷/مارچ ۲۰۱۱ء بروز اتوار کراچی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ فن تجوید وقراءت کے امام تھے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ کے جید تلامذہ میں سے تھے۔ بیعت کا تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے تھا۔ تقریباً سو سال عمر پائی۔ عمر بھر تدریس قرآن اور اشاعت علوم دینیہ میں مشغول رہے۔ کئی کتب تصنیف فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرما کر مغفرت فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

جناب محمد شریف صاحب مرحوم:

ہمارے محسن وکرم فرما حکیم حافظ محمد طارق صاحب، حکیم خلیل اللہ صاحب (ابناء حضرت حکیم حنیف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے بہنوئی طویل علالت کے بعد ۲/اپریل ۲۰۱۱ء کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔

اہلیہ حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ:

جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق رئیس الافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبدالستار صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی اہلیہ اور مفتی محمد عبداللہ صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۱/اپریل ۲۰۱۱ء کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ انتہائی عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔

اہلیہ شیخ عبدالغنی صاحب:

ہمارے نہایت کرم فرما محترم شیخ عبدالغنی صاحب کی اہلیہ اور یو کے احرار ختم نبوت مشن کے صدر برادرم شیخ عبد الواحد صاحب کی والدہ ماجدہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۱ء کو گلاسگو میں انتقال کر گئیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے مرحومہ کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے دعاء کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آمین)

شاہد احمد مرحوم:

ملک کے نام ور محقق ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کے فرزند جناب شاہد احمد مرحوم گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔

جناب عبدالکریم خاکی رحمہ اللہ:

دینی حلقوں میں معروف نعت ونظم گوشاعر جناب عبدالکریم خاکی ۵/اپریل ۲۰۱۱ء کو ملتان میں انتقال کرگئے۔ ان کی نماز جنازہ قلعہ کہنہ قاسم باغ میں ادا کی گئی۔ مرحوم ایک پختہ اور کہنہ مشق شاعر تھے۔ سرائیکی، اردو میں نعت، نظم، منقبت لکھی۔ اُن کا دیوان بھی شائع ہو چکا ہے۔ زیادہ تر اشعار سرائیکی زبان میں ہیں۔ توحید، ختم نبوت، مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم اور حالات حاضرہ ان کے اشعار کے خاص موضوعات تھے۔

ماسٹر محمد عبداللہ مرحوم:

ہمارے دیرینہ کرم فرما اور دوست جناب ماسٹر محمد عبداللہ گزشتہ ماہ ملتان میں انتقال کرگئے۔ مرحوم، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ مسلم ہائی سکول ملتان میں معلم رہے۔

جناب محمد رفیق پٹواری مرحوم:

مسجد طوبیٰ، ۷ اکسی وہاڑی روڈ ملتان کے مخلص معاون اور ہمارے مخلص ساتھی جناب محمد رفیق پٹواری گزشتہ ماہ انتقال کرگئے۔ مرحوم، مسجد طوبیٰ کے تعمیر وانتظام کے سلسلے میں بہت ہی فکر کرنے والے ساتھی تھے۔

چودھری محمد افضل باجوہ مرحوم:

چیچہ وطنی میں دارالعلوم ختم نبوت کے معاون اور انتہائی ہردلعزیز شخصیت چودھری افضل باجوہ ۸/اپریل ۲۰۱۱ء کو مدینہ منورہ میں انتقال فرماگئے۔ مکہ مکرمہ میں چودھری محمد اشرف صاحب کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ حاضری کے لیے پہنچے اور جنت البقیع میں اللہ تعالیٰ نے جگہ عنایت فرمادی۔ نماز جنازہ ۸/اپریل جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ادا کی گئی۔ حافظ محمد رفیق (جدہ) نے مرحوم کے رفیق سفر اور ہمارے مہربان چودھری محمد اشرف کے ساتھ مل کر قانونی کارروائی اور تدفین کے لیے بے حد معاونت فرمائی اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائیں (آمین)

- چیچہ وطنی ہمارے مہربان حاجی محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، انتقال ۲۲/اپریل ۲۰۱۱ء، مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلۂ نے مرحوم کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔
- جناب شیخ محمد خالد مرحوم (گھڑی ساز) چیچہ وطنی، انتقال ۱۶/اپریل ۲۰۱۱ء مرحوم بزرگ احرار کارکن جناب شیخ حسین اختر لدھیانوی کے عزیز تھے۔
- والدہ چودھری محمد سعید، صدر اہل سنت والجماعت چنیوٹ۔ انتقال ۱۵/اپریل ۲۰۱۱ء
- مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے مدرس مولانا محمود الحسن کے چچا حکیم محمد منظور صاحب انتقال فرماگئے۔

احباب وقارئین سے تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت وایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

دعائے صحت

- مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر قاری ظہور رحیم عثمانی عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر اور مخلص احرار کارکن جناب محمد بشیر چغتائی طویل عرصہ سے علیل ہیں۔
- جناب پروفیسر عباس نجمی (لاہور) پہلے کی نسبت روبصحت ہیں۔احباب ان کی مکمل صحت یابی کی دعائیں جاری رکھیں۔
- مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے بزرگ رکن جناب چودھری محمد اکرام صاحب علیل ہیں۔

احباب وقارئین سے دعاءِ صحت کی درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے (آمین)

☆......☆......☆

خطباتِ ابوذر بخاری

اب ایم پی تھری سی ڈیز میں

جانشین امیر شریعت، امام اہلِ سنت، حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہٗ کے سیرتِ امیر المؤمنین، خال المسلمین، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر خطبات کی آڈیو سی ڈیز تیار ہوگئیں ہیں۔مزید سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم پر تقاریر کی سی ڈیز بھی تیار کی جارہی ہیں۔　والیم نمبر 1 آٹھ تقاریر ——— والیم نمبر 2 نو تقاریر پندرہ گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل ہیں۔

قیمت فی سی ڈی -/100 روپے　　مکمل سیٹ -/200 روپے

بخاری اکیڈمی　دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان　رابطہ: 0300-8020384

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھ درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ وناظرہ، ترجمہ قرآن وتفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

توجہ فرمائیں! چند مفاد پرست لوگوں نے فلاحی ادارہ "الصّابر شفاء فاؤنڈیشن" کے نام کو کاروباری مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہوئے ہمارے کامیاب ترین ٹانک "مقوی جسم" کی نقل بنا کر اور نام بدل کے سادہ لوح عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مطب صدیقی کے علاوہ ہمارا فی الوقت کوئی اور سیل پوائنٹ نہیں ہے، لہٰذا ٹریڈ مارک دیکھ کر خریدیں کسی بھی نقصان کی صورت میں ادارہ ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا (آئندہ تصدیق کردہ ڈسٹری بیوٹرز اخبار میں شائع کئے جائیں گے)

منجانب **ریسرچ ڈائریکٹر** آف الصّابر فارمیسی (رجسٹرڈ) ماہر علاج بالغذاء حافظ محمد اسماعیل صدیقی 061-4511776 0300-6387190

علاج بالغذاء کا شاہکار

سب کیلئے

ذائقہ اور صحت

TRADE MARK
SABIR MULTANI
BRAIN
Liver Heart
Al-Sabir PHARMACY

اعصابی قوت کا خزانہ

سفوف

مقوی جسم

اب اضافی خوبیوں کے ساتھ

خالص قدرتی اجزاء سے تیار کردہ

مکمل دماغی و جسمانی ٹانک

بڑا جار **1400** روپے

چھوٹا جار **750** روپے

بھوک بڑھاتا اور غذاء کو ہضم کر کے جزو بدن بناتا ہے

جسم میں توانائی اور قوتِ مدافعت بڑھا کر امراض سے محفوظ رکھتا ہے

قد کو بڑھاتا اور بچوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے

دانتوں، ہڈیوں خصوصاً ریڑھ کی ہڈی کو طاقت دیتا اور دائمی کمر درد کو ختم کرتا ہے

کمزور دبلے پتلے لوگوں کو صحت مند بناتا ہے اور جاذبِ نظر بناتا ہے

دماغ کو قوی اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے

حافظہ اور نظر کو تیز کرتا ہے

خواتین کے لئے انتہائی مفید ہے

چہرہ کو پُرکشش اور بارونق بناتا ہے

خوبصورت اور سیل شدہ پیکنگ شوگر فری میں بھی دستیاب ہے

یہ ٹانک مضر اثرات سے پاک ہے اور اس میں اسٹیرائیڈز اور دیگر نقصان دہ ادویات بالکل نہیں ہیں

فری ہوم ڈلیوری کے لئے ابھی رابطہ کریں
0333.6387190
0334.6026322
0331.7100875

سیل پوائنٹس **مطب صدیقی**

برانچ 1: ملتان کمرشل سنٹر نزد کوکا کولا فیکٹری وہاڑی روڈ ملتان

برانچ 2: جامع مسجد بیری والی گلی 1 ریلوے روڈ چوک شہیداں ملتان

A Product Of Al-Sabir Shifa Foundation Multan-Pakistan, Reg No: Rm/19 رابطہ خواتین: 061-4017357

E mail- alsabirpharmacy@yahoo.com _ alsabir.foundation@yahoo.com

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore